تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ   لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۲۳ تا ۲۹/اپریل ۱۹۹۸ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

مزدور.... معاشرے کا معزز ترین فرد

اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں غریب اور مزدور کی حمایت کا حق ادا نہیں کیا گیا۔ مجمع الزوائد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ : ((خَیْرُ الْکَاسِبِ الْعَامِلُ اِذَا نَصَحَ)) "کسب معاش کرنے والوں میں سب سے بہتر اور معزز مزدور ہے' جب وہ اخلاص کے ساتھ کام کرتا ہے"۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مزدور کو معاشرے کا معزز ترین فرد قرار دیا۔

ہمیں یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے اپنے معاشرے میں مزدور کی توہین و تذلیل کی ہے۔ اس کا دامن' اس کا گریبان ہماری دست درازیوں سے گلہ مند ہے۔ اس ملک میں عین اُس وقت جب کہ مزدور پٹ رہا تھا اور زخموں سے کراہ رہا تھا' ہم نے اس کے زخموں پر نمک چھڑکا۔ ہم نے اس سے کہا اور کچوکے دے دے کر کہا کہ دیکھو یہ ٹھیک ہے تم کہتے ہو سرمایہ دار پر تمہارے حقوق ہیں' مگر یہ ہرگز نہ بھولنا کہ تم پر بھی سرمایہ دار کے حقوق ہیں۔

عین اس وقت جب کہ غریب اور مزدور کے پیٹ میں بھوک سے قراقر (خالی پیٹ کی صدا) اُٹھ رہی تھی' ہم نے اس سے کہا کہ دیکھو تمہاری زندگی کا مقصد پیٹ نہیں' دل ہے۔ وہ بھوکا تھا' وہ دل کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا تھا۔

عین اس وقت جب کہ وہ بھوک سے پیچ و تاب کھا رہا تھا ہم خدا کی محبت کے گیت اس کو سنانے لگے۔ وہ بھوک سے نڈھال تھا' وہ محبت کے گیتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا تھا' وہ ہم سے روٹی مانگتا رہا ہم اسے محبت کے گیت سناتے رہے۔ نتیجہ کیا ہوا؟ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سرخ جھنڈیاں لے کر چوراہوں پر ناچنے لگا۔ وہ مذہب سے برگشتہ ہوا' وہ علماء سے برگشتہ ہوا' حتیٰ کہ وہ خدا سے برگشتہ ہوا۔ وہ سرخ جھنڈیاں لے کر چوراہوں پر ناچ رہا تھا' ہاں وہ غیروں سے اپنی وابستگی کا اعلان کر رہا تھا۔ میں نے جب اسے اِس حالت میں دیکھا تو میرے ذہن کو کوئی جھٹکا نہ لگا اسلئے کہ میرے آقا ؐ نے یہ کہا تھا کہ ((کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا)) (مفلسی انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے)۔ مزدور اس ملک میں صدیوں سے مامتا سے محروم ہے اس کے زخموں پر نمک مت چھڑکیں' اس کو مامتا بخشیں' اس سے جھگڑا نہ کریں۔ اگر مزدور اور غریب کے معاشی مسائل کا واضح اور متعین حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش نہ کیا گیا اور اگر مزدور کا غم کھانے میں ہم غیر مسلموں سے آگے نہ نکل سکے تو یہ عارضی بند جو سوشلزم کے اُڈتے ہوئے سیلاب پر باندھا گیا ہے' ٹوٹ جائے گا اور اس کی موجیں جو ابھی تک پایاب ہیں' ہمارے سروں سے گزر جائیں گی۔

(اقتباس از : "اسلام میں گردش دولت" : مولانا پروفیسر سید ابوبکر غزنویؒ)

شمارہ : 15   قیمت : 2 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کی خدمت میں

یوں تو ندائے خلافت کے اجراء کو تین سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن "ندائے خلافت" کی موجودہ شکل میں ہفتہ وار اشاعت کا آغاز آج سے ٹھیک ایک سال قبل ہوا تھا۔ پیش نظر یہ تھا کہ کم سے کم لاگت پر رفقاء تنظیم اسلامی اور معاونین تحریک خلافت کو زیادہ سے زیادہ ایسا مواد مہیا کیا جائے جس سے ان کی فکری و تحریکی ضرورت بھی پوری ہوتی ہو اور ان کے سیاسی و معاشرتی اور قومی و ملی شعور کو اجاگر کرنے کا سامان بھی اُس سے ہوتا ہو۔ یوں ہماری خواہش یہ تھی کہ اس پرچہ کو تنظیم و تحریک کا ایک ایسا آرگن بنا دیا جائے جو ہفتہ وار بنیاد پر رفقاء تنظیم سے رابطے کا موثر ذریعہ ہی نہیں ان کی ایک تنظیمی ضرورت بھی بن جائے اور وہ اس کو دعوتی مقاصد کے لئے بھی بھرپور طور پر استعمال کر سکیں۔ ہمیں اس بات کا دعویٰ تو نہیں ہے کہ ہم اپنے مقاصد میں سو فیصد کامیاب رہے ہیں تاہم یہ اطمینان ضرور ہے کہ "ندائے خلافت" کی ادارتی ٹیم نے جس محنت اور لگن سے کام کیا ہے اس کے مثبت نتائج نکلے ہیں اور رفقاء و احباب نے بالعموم اس پرچے کے معیار اور مواد پر اطمینان کا اظہار کیا ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ یہ پرچہ رفقاء و احباب میں بتدریج اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہوا ہے اور انہیں اب ہر ہفتے اس کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

تاہم ہمیں اس امر کا پورا احساس ہے کہ اس میں بہتری کی بہت کچھ گنجائش ابھی باقی ہے' لیکن اس باب میں قارئین سے ایک شکایت کا اظہار کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے اور وہ یہ کہ ان کی جانب سے پرچے کے بارے میں کوئی تعریفی یا تنقیدی تبصرہ ہمیں تحریری طور پر موصول نہیں ہوتا' الا ماشاء اللہ۔ اسی طرح پرچے کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لئے قارئین کے مشوروں اور آراء سے بھی تاحال ہم محروم ہیں۔ اگرچہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ہر مشورہ یا ہر رائے پر عمل کرنا بعض اوقات ممکن نہیں ہوتا' بسا اوقات قارئین کی آراء ایک دوسرے سے متصادم بھی ہو سکتی ہیں کہ جن پر بیک وقت عمل ناممکن ہوتا ہے' تاہم قارئین کی آراء اور مشوروں سے ہمیں وہ ضروری رہنمائی مل جاتی ہے کہ جس کی روشنی میں پرچے کے معیار کو بہتر بنانا ممکن ہوتا ہے۔ سطور ہذا کے ذریعے ہم تمام قارئین سے اور بالخصوص رفقاء و نقباء تنظیم اسلامی سے پرزور گزارش کرتے ہیں کہ وہ پرچے کے معیار کے بارے میں مجموعی طور پر اور اس کے مستقل مضامین میں سے ہر ایک بارے میں فرداً فرداً ہمیں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور اسے زیادہ سے زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کے ضمن میں اپنے قیمتی مشوروں سے ہمیں ضرور نوازیں —— بہرکیف آئندہ ہمیں ان شاء اللہ العزیز اس معاملے میں آگے بڑھنا ہے۔ تنظیم کی مرکزی شوریٰ کے گزشتہ اجلاس میں اصولی طور پر اس امر کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ پرچے کو توسیع دعوت کا موثر ذریعہ بنانے کی خاطر اس میں دو تبدیلیاں ناگزیر ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے ٹائٹل کو دیدہ زیب بنایا جائے' یعنی آرٹ پیپر پر دو رنگوں میں شائع کیا جائے اور دوسرے یہ کہ پرچے کے صفحات ۱۶ سے بڑھا کر ۲۰ کر دیئے جائیں تاکہ مطالعے کے لئے زیادہ مواد ہم قارئین کو فراہم کر سکیں۔ اس اعتبار سے یہ بہترین موقع ہے کہ قارئین کی آراء اور مشورے ہم تک پہنچیں' جن کی روشنی میں ہم اس پرچے کو ظاہری اور معنوی دونوں اعتبارات سے بہتر بنا سکیں —— اس وضاحت کی چنداں حاجت نہیں کہ مذکورہ بالا دو تبدیلیوں کے بعد پرچے کی قیمت میں اضافہ ناگزیر ہو گا۔ فی الوقت ہم لاگت سے بھی کم قیمت پر یہ پرچہ قارئین کو مہیا کر رہے ہیں۔ تاہم پرچے کے صفحات میں اضافے اور دو رنگے ٹائٹل کے باعث لاگت میں جو اضافہ ہو گا' ہمیں یقین ہے کہ قارئین اُسے بار نہیں سمجھیں گے۔

اس موقع پر ہمیں بانی "ندائے خلافت" جناب اقتدار احمد مرحوم کی خدمات کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ جنہوں نے اپنے خون جگر سے اس پرچے کی آبیاری کی تھی اور اسے تحریک خلافت کا ایک زندہ آرگن بنا دیا تھا۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ اس دعا میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں : اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حسابا یسیرا O

امیر تنظیم اسلامی۔ صحت کی موجودہ کیفیت

امیر محترم مدظلہ' کی صحت کی موجودہ کیفیت بحمد اللہ' بحیثیت مجموعی اطمینان بخش ہے۔ فزیو تھراپی اور ایکسرسائز باقاعدگی سے جاری ہیں۔ معالج حضرات کی ہدایات پر سیڑھیاں چڑھنے کا تجربہ بھی چند روز قبل کیا۔ تاہم اس کے بعد وقتی طور پر تکلیف بڑھ گئی اور چند روز بخار بھی رہا۔ اب اللہ کے فضل سے افاقہ ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ اپنی دعاؤں میں امیر محترم کو ضرور یاد رکھیں۔ شکریہ

پاکستان پر امریکی نوازشوں سے خدشہ محسوس ہو رہا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر کوئی بڑی ڈیل ہونے والی ہے

نواز شریف حکومت قرآن و سنت کا حقیقی نفاذ کرے تو یہ قوم کے لئے غوری میزائل سے بھی بڑی خوشخبری ہو گی!

شریعت الٰہی کے مطابق فیصلے نہ کرنے والوں کے بارے میں قرآن کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ کافر، ظالم اور فاسق ہیں

ملک میں جنگل کا قانون نافذ ہے اور جاہلیت کے نظام کے تحت فیصلے کئے جا رہے ہیں

۱۷/اپریل ۹۸ء کو مسجد دارالسلام، باغ جناح لاہور میں جناب حافظ عاکف سعید کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

منبر و محراب

اہل پاکستان کو ان دنوں بڑی خوش آئند خبریں اخبارات اور دیگر ذرائع سے سننے کو ملی ہیں۔ سب سے پہلی خبر تو عید الاضحیٰ کے موقع پر غوری میزائل کے کامیاب تجربے کی شکل میں قوم کو ملی۔ اس خوش کن خبر کی صدائے بازگشت ملکی اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ میں اب تک گونج رہی ہے۔ بھارت نہ صرف دور مار میزائل سازی کی دوڑ میں بلکہ تمام شعبوں میں پاکستان سے آگے تھا، لیکن میزائل سازی کے میدان میں غوری میزائل کے کامیاب تجربے نے بھارت کا غرور پاش پاش کر دیا ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ ۱۵۰۰/ کلومیٹر تک مار کرنے والے اس میزائل کی زد سے بھارت کا کوئی علاقہ محفوظ نہیں ہے اور اب "غوری" کے بعد "غزنوی" کی تیاری کی خبریں بھی آ رہی ہیں۔ پاکستان کے نامور ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا یہ کہنا کہ اگر وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے ہمیں حکم دیا تو ہم ایٹمی دھماکہ بھی کر دیں گے' اس اعتبار سے انتہائی خوش آئند اور حوصلہ افزا ہے۔ ایٹمی دھماکہ کرنے کی صلاحیت کے حوالے سے اس سے پہلے قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہمارا رویہ ایک لحاظ سے معذرت خواہانہ رہا۔ اب قوم کو ایک کے بعد دوسری خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔ قرآن مجید میں بھی اہل ایمان کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ...﴾ کہ تیاری کرو' سامان جنگ فراہم کرو' جتنی بھی تمہارے اندر صلاحیت اور استطاعت ہے' دشمن کے مقابلے کے لئے تمام وسائل کو بروئے کار لاؤ اور جنگ کا سامان اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے تیار کرو تاکہ دشمنوں پر تمہاری دھاک بیٹھ سکے۔ سامان حرب کی تیاری کا مقصد جسے قرآن نے بیان کیا ہے' بہت اہم ہے۔ فرمایا گیا' اس سامان حرب کے ذریعے تم اپنے دشمنوں پر اور اللہ کے دشمنوں پر بھی اپنا رعب قائم رکھو۔ یہ ڈیٹرنٹ بہت اہم ہے۔ دشمن کو معلوم ہو کہ ہمارے مدمقابل کے پاس بھی ایسا اسلحہ موجود ہے' جو اس کو تباہ و برباد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گویا اسلحہ کی تیاری کے ذریعے دشمن پر اپنی دھاک بٹھانا قرآنی حکم کے عین مطابق بھی ہے اور ضروری بھی۔ ایٹمی صلاحیت کی استعداد کے حصول کے بعد اب غوری میزائل کا تجربہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہے کہ گویا اب میزائل سازی کی دوڑ میں پاکستان ہندوستان کے شانہ بشانہ ہی نہیں بلکہ اس سے ایک قدم آگے جا چکا ہے۔ اس کامیابی پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہو گا۔

ایک دوسری خوش آئند خبر بھی آج اخبارات کا حصہ بنی ہے جو ہماری رائے میں "غوری" کے تجربہ سے بھی زیادہ اہم ہے۔ وہ خبر یہ ہے کہ نواز شریف حکومت سود کی حرمت کے ضمن میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ حکومتی اپیل سپریم کورٹ سے واپس لے رہی ہے۔ یہ ایک نہایت قابل قدر فیصلہ ہے۔ مسجد دارالسلام ہی کے پلیٹ فارم سے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے کئی بار یہ آواز بلند کی ہے کہ اگر حکومت نفاذ اسلام کے لئے واقعی مخلص ہے تو اسے پہلے قدم کے طور پر سود سے متعلق وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ اپیل واپس لینا ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی ایک خبر یہ بھی سننے میں آئی ہے کہ حکومت قومی اسمبلی کے ۲۰/اپریل کو شروع ہونے والے اجلاس میں شریعت کی بالادستی کے نفاذ کے لئے بل پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر یہ خبر درست ہے تو یہ بھی بڑی قابل مبارک اور خوش آئند بلکہ خوش کن خبر ہے۔ قرآن و سنت کی بالادستی کے نفاذ کے لئے تنظیم اسلامی نے پورے ملک میں بساط بھر ایک منظم مہم چلائی تھی۔ امیر تنظیم اسلامی نے وزیر اعظم نواز شریف سے اپنی متعدد ملاقاتوں میں سب سے زیادہ زور انہی دو باتوں پر دیا تھا کہ اولاً میاں محمد نواز شریف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ اپیل واپس لیں اور ثانیاً قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کے لئے آئین میں ضروری ترامیم منظور کرائیں۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے پہنچنے والی متذکرہ بالا اطلاعات سے جو بات سامنے آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ شاید اب ان مطالبات کی تکمیل کا وقت آن پہنچا ہے۔ اگر نواز شریف حکومت واقعی سود سے پاک معیشت کا قیام اور ملک میں قرآن و سنت کے حقیقی نفاذ کے لئے کوئی ٹھوس اور مثبت قدم اٹھا سکی تو یہ چیز پوری قوم کے لئے غوری میزائل کے کامیاب تجربہ سے بھی زیادہ بڑی خوشخبری ثابت ہو گی۔ اگرچہ اس حوالے سے ہمارے ذہنوں میں کچھ اندیشے بھی موجود ہیں اور موجودہ حکومت کے سابقہ طرز عمل کو دیکھتے ہوئے یہ اندیشے حقیقی ہیں' وہمی اور خیالی نہیں۔ آج سے چھ سات ماہ قبل بھی اخبارات میں یہ خبر اڑی تھی کہ نواز شریف حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے سود سے متعلق تاریخی فیصلہ کے خلاف دائرہ کردہ اپیل واپس لینے کے لئے باقاعدہ درخواست دائر کر دی ہے۔ اس خبر پر دینی حلقوں کی جانب سے حکومت کو مبارک بادیں بھی مل گئی تھیں مگر جب اس حوالے سے تمام تفصیلات سامنے آئیں تو معلوم ہوا کہ معاملہ بیان کردہ صورت حال کے بالکل برعکس ہے بلکہ حکومت نے تو اس وقت یہ کوشش بھی کی تھی کہ سود کی حرمت کے متعلق وفاقی شرعی عدالت کے اصل فیصلے ہی کو چیلنج کر دیا جائے۔ اسی طرح میاں محمد نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں شریعت بل کے نام سے شریعت کا جو مذاق اڑایا گیا تھا' وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ماضی میں آئی جے آئی حکومت کے منظور کردہ "نفاذ شریعت بل" کو بعض لوگوں نے بجا طور پر "انسداد شریعت بل" قرار دیا تھا۔

اس شریعت بل کے ذریعے اللہ کے دین کے ساتھ کھلا مذاق کیا گیا تھا وہ یوں کہ نفاذ شریعت بل کے ذریعے

سودی نظام کو جاری رکھنے کی ضمانت دی گئی تھی گویا اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ بھی جاری رہے گی اور "شریعت" بھی نافذ ہو گی۔ "نفاذ شریعت" کے حوالے سے اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز بات یہ تھی کہ یہ شریعت بل اس صورت میں نافذ العمل ہو گا بشرطیکہ اس سے موجودہ نظام پر کوئی آنچ نہ آئے۔ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ"۔ موجودہ جمہوری نظام بھی جوں کا توں برقرار رہے‘ عوامی حاکمیت کی مدعی پارلیمنٹ بھی یوں ہی چلتی رہے‘ ارکان پارلیمنٹ کے استحقاق سمیت ہر چیز اپنے تمام لوازمات کے ساتھ موجود رہے اور ان میں سے جو چیز شریعت سے متصادم ہو گی‘ وہی بالاتر رہے گی جبکہ اس کے مقابلہ میں "شریعت بل" ساقط ہو جائے گا اور رائج الوقت قانون اور ضابطہ اپنی جگہ برقرار رہے گا۔ ماضی میں "شریعت بل" کے نام پر قوم کو دھوکہ دیا گیا تھا جبکہ اس کے ساتھ ستم بالائے ستم یہ کیا گیا تھا کہ متذکرہ بل کے ساتھ کتاب و سنت کی بالادستی کے نفاذ کے لئے دستور میں مطلوبہ ترمیم کا وعدہ تو کیا جاتا رہا مگر اسے پورا کرنے کی نوبت نہ آ سکی۔ گویا منافقانہ طرز عمل کے اس مظاہرہ پر حکومت نے مبارک بادیں بھی وصول کر لیں‘ نفاذ شریعت کا کریڈٹ بھی لے لیا مگر عملاً شریعت سے سنگین مذاق کے جرم عظیم کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ اب پھر حکومت کی جانب سے کی جانے والی نفاذ شریعت کی خوش کن باتوں سے ہمیں یہ اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ اللہ نہ کرے کہیں پھر دین کے ساتھ استہزاء اور قوم کے ساتھ دھوکہ بازی کا معاملہ نہ ہو جائے۔ تاہم اگر حکومت قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے فی الواقع کوئی ٹھوس قدم اٹھانا چاہتی ہے تو یہ چیز بڑی خوش آئند اور قابل صد مبارک باد ہے۔ حکومت اگر یہ کام کر دیتی ہے تو ہمیں یقین ہے کہ تمام دینی طبقات اور مخلص مسلمانوں کی بھرپور تائید و حمایت حکومت کو حاصل ہو گی۔ لیکن اگر اب بھی ماضی کی طرح شریعت کو بازیچۂ اطفال بنانا پیش نظر ہے تو ہماری حکومت سے التجا ہے کہ وہ خدا را شریعت کو بھی معاف رکھیں اور عوام کو بھی دھوکہ دینے سے گریز کریں۔ اس لئے اللہ کہ دین کے ساتھ مذاق بڑا سنگین معاملہ ہے‘ جس کا خمیازہ بہت کڑا بھی ہو سکتا ہے۔ "بازی بازی باریش بابا ہم بازی" کے مصداق شریعت الٰہی کے ساتھ مذاق اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ نفاذ شریعت جو اس ملک کے قیام کا مقصد اصلی تھا‘ اسے مسلمانان پاکستان نے بحیثیت قوم ثانوی بلکہ ثالثی حیثیت دے رکھی ہے۔ پچاس سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اس ملک میں شریعت نافذ نہیں ہو سکی اور قرآن و سنت کی بالادستی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔

میں نے اپنے خطاب کے آغاز میں سورۂ مائدہ کے ساتویں رکوع کی تلاوت کی تھی۔ یہ سورۂ مبارکہ درحقیقت تکمیل شریعت کی سورت ہے۔ شریعت اسلامی کے متعدد تکمیلی اور حتمی قوانین اس سورۂ مبارک میں بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ سورۂ مائدہ ہی میں وہ مشہور اور بڑی عظیم آیت بھی وارد ہوئی ہے : ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا...﴾ اے مسلمانو! آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت (یعنی ہدایت) کی تکمیل کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرما لیا۔ اگرچہ شریعت کے احکام ایک تدریج کے ساتھ نازل ہوئے ہیں لیکن اس تدریج کے نقطۂ کمال تک پہنچنے کا اعلان اس آیت میں کر دیا گیا کہ دین و شریعت میں اب کوئی خلاء باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت ہدایت‘ تکمیل شریعت کے ذریعے امت مسلمہ پر مکمل کر دی ہے اور اب قیامت تک کے لئے اللہ کے ہاں مقبول دین صرف اور صرف اسلام ہی ہے ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾

کتاب و شریعت کا نزول اس لئے نہیں ہوا تھا کہ اس کی صرف تلاوت کر لی جائے یا اسے لپیٹ کر جزدان میں رکھ دیا جائے۔ شریعت کی شکل میں عدل اجتماعی کا نظام اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے‘ جو آنحضورؐ کے ذریعے انسانیت کو عطا کیا گیا ہے۔ آپؐ رحمت للعالمین بن کر تشریف لائے اور آپؐ کی اس رحمت العالمینی شان کا سب سے بڑا مظہر اسلام کا وہ متوازن اور معتدل نظام عدل و قسط ہے جس میں ہر ایک کے حقوق کا تحفظ کر دیا گیا ہے۔ اس نظام عدل کا نفاذ امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ اس نظام کی تعریف میں صرف مقالات اور مضامین ہی نہ لکھے جائیں اور تقاریر ہی نہ کی جائیں بلکہ اسے ایک نظام زندگی کی حیثیت سے عملاً نافذ و غالب بھی کیا جائے۔ آج کی "مہذب" دنیا شریعت اسلامی کی مقررہ کردہ سزاؤں کو اگر وحشیانہ بھی قرار دیتی ہے تو اس کی قطعاً کوئی پروا نہ کی جائے۔ قرآن میں فرمایا گیا ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ "اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے یہی لوگ حقیقت میں کافر ہیں۔ علامہ اقبال نے بھی غالباً قرآن کے اسلوب ہی کو مستعار لیتے ہوئے کہا ہے کہ ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اللہ کی شریعت کے مطابق انفرادی اور اجتماعی فیصلے نہ کرنا ہی کفر حقیقی ہے‘ جس کا ارتکاب گزشتہ پچاس سال قومی سطح پر کیا جا رہا ہے۔ ہماری عظیم اکثریت نماز‘ روزہ‘ زکوٰۃ‘ حج اور صدقہ و خیرات کے نیک اعمال پر تکیہ کئے بیٹھی ہے جبکہ قرآن کا فتویٰ تو یہ ہے کہ اگر شریعت الٰہی کے مطابق فیصلے نہیں ہو رہے تو ملکی نظام کافرانہ‘ فاسقانہ اور ظالمانہ ہے۔ ہمارے ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کی بجائے آج بھی انگریز کا دیا ہوا باطل قانون رائج ہے۔ شریعت بنیادی طور پر ایک عادلانہ نظام زندگی کا نام ہے یعنی ایسا نظام جس میں حقوق و فرائض کا صحیح صحیح تعین کر دیا گیا ہو اور ہر شخص کو بلاامتیاز عدل و انصاف مہیا ہو۔ اسلامی حکومت کا بنیادی کام عدل و قسط کا قیام ہے۔ یہ صورت کہ مظلوم بے چارہ حصول انصاف کے لئے دربدر کی خاک چھانتا پھرے اور در در کے دھکے کھاتا پھرے‘ انسانیت کی تذلیل ہے اور ہمارے دین میں اس کی ہرگز گنجائش نہیں۔ سورۂ مائدہ کے اس رکوع کا حاصل یہ ہے کہ دین و شریعت کے نفاذ میں کسی قسم کی مداہنت یا نرم پالیسی مسلمان کا شیوہ نہیں‘ اس لئے کہ طلب دنیا اور حصول اقتدار کو مستحکم کرنے کی دوڑ اصل میدان نہیں بلکہ یک بندۂ مومن کے لئے مسابقت کا اصل میدان نیکیوں میں سبقت ہے۔ نفاذ شریعت کے عمل کو آگے نہ بڑھانے میں کبھی یہ بہانہ کیا جاتا ہے کہ ارکان اسمبلی اس کے مخالف ہیں تو کبھی کسی اور طبقہ کی مخالفت کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج مسلمانوں کی عظیم اکثریت شریعت کا نفاذ نہیں چاہتی‘ انہی عوام کے نمائندے ارکان پارلیمنٹ ہیں اور وزیراعظم انہی ارکان اسمبلی کا سب سے بڑا نمائندہ ہے۔ ہمارے مقتدر طبقات اور دانشور حضرات نفاذ شریعت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جو مسلسل یہ واویلا کر رہے ہیں کہ سودی نظام کے بغیر ملک کی معیشت نہیں چل سکتی اور سود پر پابندی سے ہمارا معاشی نظام تباہ ہو جائے گا‘ وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ معیشت تو ہماری پہلے ہی دم توڑ رہی ہے اور تباہی کے آخری دہانے تک پہنچی ہوئی ہے اور یہ سود کی لعنت ہے جس نے معیشت کو اس حال تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ آج آئی ایم ایف‘ ورلڈ بینک اور غیر ملکی حکومتوں کی ہدایات پر تمام پالیسیاں طے کی جاتی ہیں۔ پورے ملک میں جنگل کا قانون نافذ ہے اور جاہلیت کے نظام کے تحت فیصلے ہو رہے ہیں۔ اگر حکومت نفاذ اسلام کے سلسلے میں مخلص ہے تو ہر قسم کی اندرونی اور بیرونی مخالفت کے باوجود قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے قدم اٹھانا اُس کا اصل امتحان ہے۔ مگر ہمارے مجموعی قومی طرزِ عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں ہر چیز ہمیں گوارا ہے‘ سوائے شریعت کی بالادستی کے۔

خلاصہ کلام یہ کہ غوری میزائل کے کامیاب تجربے اور نفاذ شریعت کے لئے اسمبلی میں بل پیش ہونے کی خبریں اگرچہ بڑی خوش کن ہیں مگر ان خوش کن خبروں کے ساتھ بعض اندیشے بھی گردش کر رہے ہیں اور یہ خدشہ بھی موجود ہے کہ کہیں ماضی کی طرح پھر نفاذ شریعت کے نام پر

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

"مشتری ہشیار باش"

مرزا ایوب بیگ، لاہور

راقم نے "ندائے خلافت کے" گزشتہ شمارے میں "اگر امن چاہتے ہو تو جنگ کے لئے تیار رہو" کے عنوان سے چند گزارشات پیش کی تھیں۔ راقم نے غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر حکومت کو مبارک باد دی، اسے حکومت کا جرأت مندانہ قدم قرار دیا اور اُس کی شاندار ٹائمنگ پر حکومت کو خراج تحسین پیش کیا تھا۔ عسکری قیادت کو بھی خراج تحسین پیش کیا تھا کہ اس نے امریکی دباؤ کو مسترد کر دیا لیکن ہفتہ رفتہ میں جو چند واقعات پیش آئے، اور امریکی اور پاکستانی حکومتوں کا جو رویہ سامنے آیا ہے یعنی امریکہ کا محبت آمیز اور مشفقانہ رویہ اور پاکستانی حکومت کا جرأت مندانہ بلکہ جارحانہ انداز۔ اس انقلابی تبدیلی نے شکوک و شبہات پیدا کر دیئے ہیں، ان دو طرفہ مختلف رویوں کو نوٹ کرتے ہوئے نوائے وقت جیسے قومی اخبار نے بھی "ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں" کے عنوان سے اپنے اداریے میں حکومت کو احتیاط برتنے کی نصیحت کی ہے۔ آیئے اب ہفتہ رفتہ میں ہونے والے واقعات اور امریکی و پاکستانی حکام کے بیانات کا جائزہ لیں تاکہ حالات کا رخ سمجھنے میں کچھ آسانی ہو۔

۶/اپریل کو کراچی اور ملوٹ (ضلع جہلم) میں بیک وقت غوری میزائل کا تجربہ کیا گیا۔ کراچی میں یہ کوشش بری طرح ناکام ہوئی جبکہ ملوٹ سے فائر ہونے والے میزائل نے کامیابی سے اپنے ہدف کو ہٹ کیا۔ عام خیال یہ تھا کہ امریکہ جو عالمی تھانیدار بن چکا ہے اِس تجربے سے ناراض ہو گا اور اُس کے شدید ردعمل کا پاکستان کو سامنا کرنا ہو گا۔ لیکن سیاسی مبصرین کو اس وقت سخت حیرت ہوئی جب امریکہ کے اقوام متحدہ میں مستقل نمائندے بل رچرڈسن نے جو جنوبی ایشیا کے دورے پر تھے اور انہیں پاکستان بھی آنا تھا، صاف کہہ دیا کہ ہر ملک کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اور پاکستان ایک آزاد ملک ہے۔ اِس سے بڑی بات ایک اعلیٰ امریکی عہدیدار نے بھارت کے دورہ کے دوران دہلی میں کہی کہ یہ کہنا غلط ہے کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ثابت ہوئی ہے، یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

اہم ترین بات یہ ہے کہ بل رچرڈسن نے اپنے دورۂ پاکستان کے دوران صدر امریکہ کا جو خط میاں نواز شریف کو دیا ہے، جس کا مکمل عکس ٹیلی ویژن پر خبرنامے کے دوران دکھایا گیا، اُس میں بل کلنٹن نے واضح انداز میں کہا ہے کہ پاکستان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ترجیحات خود معین کرے۔ مزید برآں بل رچرڈسن نے پاکستان سے افغانستان جاتے ہوئے کہا ہے کہ نواز شریف نے افغانستان میں قیام امن کے سلسلے میں قابل تحسین کردار ادا کیا ہے۔ انہی دنوں امریکی وزارت خارجہ نے یہ بیان جاری کیا کہ امریکہ آغاز ہی سے مسئلہ افغانستان کے حل کے لئے اپنی سی کوشش کر رہا ہے جس کے نتیجہ میں افغانستان میں مستقل قیام امن کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ امریکہ کے اس بیان کا پاکستان کی وزارت خارجہ نے سختی سے نوٹس لیا اور یہ بیان جاری کیا کہ روسی افواج کے انخلاء کے بعد امریکہ اپنا مقصد حاصل کر کے افغانستان کو تنہا چھوڑ کر چلا گیا

تجزیہ

تھا، یہ صرف پاکستان ہی تھا جو اپنے افغان بھائیوں کی مصیبت کے وقت میں صحیح معنوں میں کام آیا۔ وزارت خارجہ نے مزید واضح کیا کہ افغانستان میں امن کا قیام صرف پاکستان کی کوششوں سے ممکن ہوا ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ گوہر ایوب نے کہا ہے کہ "امریکہ بے وفا ہے لہٰذا اُس پر انحصار نہیں کیا جا سکتا"۔ راقم کی رائے میں یہ بات دنیا کی سپر پاور کے لئے گالی کا درجہ رکھتی ہے۔

پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ہم اپنے دفاع کی خاطر کئے جانے والے تجربات پر کسی سے اجازت لینے کے محتاج نہیں ہیں۔ پاکستان کے دفتر خارجہ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ اگر امریکہ نے ہمیں ایف سولہ طیارے یا ان کے لئے ادا کردہ رقم واپس نہ کی تو ہم قانونی کارروائی کریں گے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر نے کہا ہے کہ جب وزیر اعظم حکم دیں گے ایٹمی دھماکہ کر دیا جائے گا۔ میاں نواز شریف نے وزیر اعظم بنتے ہی مختلف کمپنیوں سے ہونے والے تھرمل پاور کنٹریکٹ پر نظر ثانی کا ہلکا سا اشارہ دیا تھا، جس پر امریکہ کی طرف سے شدید ردعمل کا اظہار ہوا۔ اس کے بعد حکومت پاکستان نے معاہدوں پر کسی قسم کی نظر ثانی کا مطالبہ کبھی نہ دہرایا لیکن اب صدر مملکت رفیق تارڑ نے اچانک ایک آرڈیننس جاری کر دیا ہے اور ان سب کمپنیوں کو کمیشن اور کک بیک کے بارے میں حلفیہ بیان داخل کرنے کے لئے کہا ہے اور بیان جھوٹا ہونے کی صورت میں سزا کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ آئی ایم ایف نے پاکستان کو جنرل سیلز ٹیکس لگانے کو کہا تھا۔ حکومت نے جب سیلز ٹیکس عائد کرنے کی کوشش کی تو تاجر جو نواز شریف کے بڑے لاڈلے ہیں، انہوں نے سیلز ٹیکس دینے سے صاف انکار کر دیا اور سیلز ٹیکس کا نفاذ نہ ہو سکا۔ اسی ہفتہ میں آئی ایم ایف جو خود مالی بحران کا شکار ہے، نے سیلز ٹیکس وصول نہ کر سکنے اور محاصل کی وصولی میں زبردست شارٹ فال ہونے کے باوجود پاکستان کو قسط جاری کر دی۔ یوں تو چند ماہ سے اعلیٰ امریکی عہدیداروں کا پاکستان کی "زیارت" کے لئے تانتا بندھا ہوا تھا لیکن اس ایک ہفتے میں بل رچرڈسن جو اقوام متحدہ میں امریکہ کے مستقل نمائندے ہیں پاکستان کا دورہ مکمل کر کے جا چکے ہیں اور امریکہ کے چیف آف آرمی سٹاف پاکستان پہنچ چکے ہیں انہوں نے آتے ہی یہ بیان داغ دیا ہے کہ پاکستان کی فوج دنیا کی بہترین فوج ہے۔ آخر میں اہم ترین بات یہ ہے کہ جس حکومت نے مظفر آباد سے زبردستی مجاہدین کے کیمپ اکھاڑ دیئے تھے اُس حکومت کے انتہائی اہم نمائندے یعنی گورنر پنجاب اور وزیر اطلاعات سید مشاہد حسین صوبائی وزراء کے ہمراہ لشکر طیبہ کے مرکز کا دورہ کرتے ہیں اور حال ہی میں کشمیر میں ان کی تنظیم سے منسلک مجاہدین کے شہید ہونے پر انہیں مبارک بادیں دیتے ہیں۔ اس پر جب اخباری رپورٹر اُن سے سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ بھارت کو سخت پیغام دے رہے ہیں تو یہ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ بھارت کو سخت پیغام پہلے ہی دے چکے ہیں۔ یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ یہ تنظیم اپنے تربیت یافتہ افراد کو صرف بھارت ہی نہیں بھیجتی بلکہ ایسے ممالک میں بھی بھیجتی ہے جہاں کارروائیاں کرنے سے امریکی مفادات کو زبردست زک

پہنچتی ہے۔

مذکورہ بالا واقعات اسی ہفتہ عشرہ میں پیش آئے اور مختلف امریکی اور پاکستانی حکام کے جو بیانات نقل کئے گئے ہیں وہ اسی مختصر عرصہ میں جاری کئے گئے۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ حیرت ہے دنیا کیا سے کیا ہو گئی۔ اس انقلابی تبدیلی سے تین نتائج نکالے جاسکتے ہیں :

۱) امریکہ کو پاکستان سے اپنی پچاس سالہ زیادتیوں اور ناانصافیوں کا اچانک احساس ہو گیا ہے' وہ انتہائی شرمندہ ہے اور تلافی کے لئے بے چین ہے۔ مزید برآں یہ کہ پاکستان کو اچانک احساس ہوا ہے کہ وہ خواہ مخواہ امریکہ سے ڈرتا رہا ہے اسے کھری کھری سنا کر اگلی پچھلی کسر نکالی جائے۔

۲) پاکستان کو شہ دے کر بھارت سے لڑا دیا جائے تاکہ پاکستانی فوج امریکی عزائم میں حائل ہونے کے قابل نہ رہے۔ اس کا پاکستان سے تازہ ترین رویہ کچھ اس طرح کا ہے "چڑھ جا بچہ سولی رام بھلی کرے گا"۔

۳) ماضی کی طرح امریکہ کو پاکستان سے فوری اور عارضی طور پر کوئی مطلب نکلوانا ہے۔ للذا اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے وہ ایک بار پھر پاکستان کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان کو مطلب برآری کے لئے استعمال کرے گا پھر پاکستان سے وہی سلوک ہو گا جو استعمال شدہ شے سے کیا جاتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امریکہ کو پاکستان سے اپنی زیادتیوں اور ناانصافیوں کا احساس ہو گیا ہے اور اب اُس کا رویہ مکمل طور پر بدل گیا ہے' ایسا ممکن نہیں ہے۔ قوی دلائل ہونے کے باوجود اس پر زیادہ گفتگو کی ضرورت نہیں' اس لئے کہ عام پاکستانی بھی اس بنیاد پر تبدیلی کو ناممکن سمجھتا ہے۔ جہاں تک دوسرے اخذ شدہ نتیجے کا تعلق ہے کہ امریکہ پاکستان کو شہ دے کر بھارت سے لڑوانا چاہتا ہے یہ بھی اس لئے اتنا آسان نظر نہیں آتا کہ دونوں ممالک ایٹمی قوت سے لیس ہیں۔ پاکستان اگر روایتی ہتھیاروں سے مقابلہ نہ کر سکا تو وہ ایٹمی ہتھیاروں کو استعمال کرنے پر مجبور ہو سکتا ہے اور ایٹمی جنگ کسی طرح بھی امریکہ کی خواہش نہیں ہو سکتی۔ للذا امریکی رویئے کی تبدیلی صرف اور صرف اس وجہ سے ہو سکتی ہے کہ پاکستان کسی مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں ایک بار پھر اس کی ضرورت بن گیا ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم تلاش کریں اور کھوج لگانے کی کوشش کریں' اس وقت امریکہ کو پاکستان سے کیا حاصل کرنا ہے اور وہ اسے کس طرح اپنے مفاد کے حصول کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ہم ماضی میں جھانکتے ہیں کہ پہلے پاکستان کس طرح امریکہ کے ہاتھوں استعمال ہو چکا ہے' اس کے لئے ایک دو مثالیں ہی کافی ہوں گی۔ ابھی مصنوعی سیاروں کا دور شروع نہیں ہوا تھا اور جاسوسی کے لئے جہازوں کو استعمال کیا جاتا تھا' تب کی بات ہے امریکہ کے ایک یو ٹو طیارہ نے پشاور سے پرواز کی اور وہ ماسکو کا چکر لگانے میں کامیاب ہو گیا یعنی روسی تنصیبات کی جاسوسی کی ضرورت امریکہ کو تھی' استعمال پاکستان ہوا۔ جس پر روس سخت سیخ پا ہوا اور روسی وزیر اعظم خروشچیف نے اعلان کیا کہ ہم نے پشاور پر سرخ نشان لگا دیا ہے۔

۱۹۶۰ء کے عشرے کے اواخر اور ۱۹۷۰ء کے آغاز میں چین روس کشیدگی اپنی انتہا کو تھی۔ امریکہ روس سے برتری حاصل کرنے کے لئے بے تاب تھا للذا امریکہ نے چین سے رابطہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ امریکہ یہ رابطہ بڑی رازداری سے کرنا چاہتا تھا تاکہ چین سے مذاکرات اگر ناکام ہو جائیں تو روس اُس سے فوائد حاصل نہ کر سکے۔ للذا اس رابطے کے لئے پاکستان کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ہنری کسنجر جو امریکہ کا وزیر خارجہ تھا' اور وہ انتہائی ذہین و فطین یہودی تھا' وہ شٹل ڈپلومیسی کا موجد تھا۔ اس شخص کی اصل ذمہ داری اسرائیلی مفادات کا امریکہ میں اور پھر امریکی قوت کو استعمال کر کے تمام دنیا میں تحفظ کرنا تھا۔ ہنری کسنجر پاکستان کے دورہ پر آیا اور یہیں سے چین سے رابطہ کیا' طے یہ ہوا کہ ہنری کسنجر چین کا خفیہ دورہ کرے گا۔ پریس نوٹ یہ جاری ہوا کہ امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر واپس امریکہ جانے کو تھے کہ اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی للذا وہ مری میں آرام کریں گے۔ ان کا جہاز ایئرپورٹ پر کھڑا رہا اور وہ انتہائی خفیہ طریقے سے پاکستانی جہاز میں چین پہنچ گئے۔ وہاں چین سے مذاکرات ہوئے جو توقع سے زیادہ کامیاب رہے۔ للذا چین امریکہ رابطے کا اعلان کر دیا گیا اور دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے لئے کھل کر خیر سگالی کے پیغامات کا تبادلہ کیا۔ روس اس رابطے پر انتہائی برہم ہوا اور جیسا کہ دنیا کا اصول ہے کہ "نزلہ بر عضو ضعیف" روس نے پاکستان کے اس کردار پر انتہائی برہمی کا اظہار کیا۔ یہ وہ دور تھا جب مشرقی پاکستان میں حالات بہت خراب ہو چکے تھے یقیناً سقوط ڈھاکہ کے بے شمار عوامل ہیں لیکن راقم کو یقین ہے کہ امریکہ کے کہنے پر پاکستان نے چین امریکہ رابطہ میں جو مرکزی رول ادا کیا' اس پر روس ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو گیا اور اُس نے پاکستان کا مشرقی بازو الگ کر کے بنگلہ دیش بنانے کے لئے بھارت کی امداد میں مزید اضافہ کر دیا۔ بیس سالہ بھارت روس دفاعی معاہدہ بھی اس واقعہ کے بعد کیا گیا۔

(جاری ہے)

انتقالِ پُرملال

تنظیم اسلامی اُسرہ ڈسکہ کے نقیب محمد اقبال کے والد محترم مرزا محمد منیر گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء اور قارئین "ندائے خلافت" سے مرحوم کی مغفرت کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

اسلامی ریاست کی اولین ذِمہ داری

"... ہر شہری کی بنیادی ضروریات کی کفالت اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔ کوئی شخص بھوکا رہتا ہے تو اس کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ "اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر گیا تو قیامت کے دن اس کی جواب دہی عمرؓ سے ہو گی"۔ معلوم ہوا کہ ہر شہری کے لئے روٹی' کپڑا' مکان' لباس اور تعلیم جیسی بنیادی ضروریات کی فراہمی ریاست کے ذمے ہے۔ کبھی ذوالفقار علی بھٹو نے روٹی' کپڑے اور مکان کا نعرہ لگایا تھا' لیکن وہ محض ایک نعرہ ہی تھا۔ جاننا چاہئے کہ روٹی' کپڑے اور مکان کا نعرہ کافرانہ نعرہ نہیں ہے' بلکہ یہ چیزیں انسان کی بنیادی ضروریات میں داخل ہیں اور ان کا حصول ہر شہری کا حق ہے۔ اگر آپ اسلام کا نظام خلافت قائم کرنے کی بات کرتے ہیں تو یہ ذمہ داری آپ کو نبھانی پڑے گی کہ کوئی شہری روٹی' کپڑے اور مکان جیسی بنیادی ضروریات سے محروم رہا تو خلافت کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔

("پاکستان میں نظامِ خلافت" از ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ)

سر آغاخان اور پاکستان کی سرکاری زبان کا مسئلہ

۱۴ / اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر پاکستان کے نام سے ایک منفرد مملکت کا قیام عمل میں آیا۔ دنیا کا یہ نو آزاد ملک اسلام کے عملی نفاذ کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ گویا اسے اسلام کی تجربہ گاہ کی حیثیت حاصل ہونا تھی مگر آغاز سفر ہی میں ملک کے مشرقی بازو میں قومی زبان کا مسئلہ پوری شدت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ بعض دیگر مسائل کے ساتھ اس نوزائیدہ ملک کی سرکاری زبان کی تعین کا مسئلہ بھی اہم ترین مسائل کی فہرست میں شامل ہو گیا۔ اس اہم اور نازک موقع پر سر آغاخان نے یہ قابل قدر تجویز پیش کی تھی کہ اس پیچیدہ مسئلہ کا بہترین حل یہ ہے کہ عربی زبان کو پاکستان کی سرکاری زبان قرار دیا جائے۔ مگر افسوس کہ اُن کی اس صائب تجویز پر کسی نے کان نہ دھرا اور پاکستان کی قیادت عظمیٰ نے ملک کی سرکاری زبان کے طور پر عربی کی بجائے "اردو" کو اختیار کر لیا' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ "غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا" کے مصداق پچاس برس سے زائد عرصہ بیت جانے کے باوجود نہ تو اردو کو آج تک سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہو سکا اور نہ ہی ہم اپنے دین و مذہب کی زبان سے واقفیت حاصل کر سکے —— قارئین و احباب جانتے ہیں کہ امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ' سر آغاخان کی اس تجویز کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس معاملے میں ان کی رائے پورے طور پر سر آغاخان کی رائے سے ہم آہنگ ہے —— اس تناظر میں خواجہ طارق صاحب کی فکر انگیز کتاب "منتشر مضامین" سے درج ذیل اقتباس قارئین کی معلومات کے لئے پیش خدمت ہے' جس کے ذریعے نہ صرف یہ کہ سر آغاخان کی اس تجویز کا پس منظر وضاحت سے سامنے آتا ہے بلکہ اپنی تجویز کے حق میں جو دلائل انہوں نے دیئے تھے اُن سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ (ادارہ)

"... سر آغاخان قومی زبان کے مسئلے پر بنگالیوں کے جذبات سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ یہ اختلاف انتہائی خطرناک تھا اور اس کا موزوں حل ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس مسئلہ کے پیش نظر انہوں نے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے ایک تقریر تیار کی جسے وہ ۹ فروری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں موتمر اسلامی کے سالانہ جلسے میں بحیثیت مہمان خصوصی پیش کرنا چاہتے تھے۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تھا:

"..... مجھے احساس ہے کہ میرے خیالات سے کچھ لوگ ناراض ہو جائیں گے مگر میں جس بات کو صحیح جانتا ہوں' اگر وہ آپ تک نہ پہنچا سکا تو یہ اسلام دشمنی ہو گی۔ میں اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے آپ سے خطاب کروں گا' میرے دلائل کچھ لوگوں کو ناگوار گزریں گے۔ میرا خطاب پورے پاکستان کے لئے ہے' میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے دونوں بازوؤں کے عوام سے مخاطب ہوں۔ میں ہاتھ جوڑ کر مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ عربی کو پاکستان کی قومی زبان بنایا جائے اور اردو کی جگہ عربی کو قومی زبان کی حیثیت سے نافذ کیا جائے۔ میں اپنی اس رائے کے حق میں یہ دلائل پیش کرتا ہوں' اکثریت کو یہ حق ہے کہ وہ قومی زبان کے بارے میں اپنا فیصلہ کرے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ہندوستان میں مسلمان عروج پر تھے تو کیا اس زمانے میں پورے ہندوستان کی زبان اردو تھی۔ خاندان مغلیہ کے عہد میں اردو تعلیم یافتہ طبقہ کی قومی زبان نہیں تھی۔ بابر سے لے کر اورنگزیب تک کسی بھی مغل شہنشاہ نے اپنے مضامین اردو میں نہیں لکھوائے۔ کسی زمانے میں عدلیہ کی زبان فارسی تھی۔ میں نے اورنگزیب کی تحریریں پڑھی ہیں جو بہترین فارسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ ہمیں تاریخ کے واقعات سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے۔ ہمارے علامہ اقبال کی شاعری کا بڑا حصہ فارسی میں ہے۔ پروفیسر نکلسن اور دیگر عظیم ماہرین شرقیہ نے لندن میں علامہ اقبال کے اعزاز میں تقریب کا انعقاد کیا تھا' میں بھی اس تقریب میں موجود تھا۔ علامہ اقبال نے اس موقع پر کہا تھا کہ انہوں نے فارسی شاعری اس لئے شروع کی کہ فارسی اسلام کی تاریخ سے وابستہ رہی ہے۔ جس خطہ میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا ہے یہ مسلمانوں کا خطہ ہے' یہاں کا بچہ بچہ عربی زبان میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتا ہے' ڈھاکہ سے کوئٹہ تک وہ "الف ب" پڑھتا ہے۔ عربی اسلام کی زبان ہے' قرآن مجید عربی میں نازل ہوا اور ہمارے رسول اکرم ﷺ کی زبان عربی تھی۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کو عربی میں تعلیم دیں تاکہ وہ قرآن مجید کو پڑھ اور سمجھ سکیں۔ دنیا بھر میں کروڑوں مسلمان آباد ہیں' بحر اٹلانٹک سے بحر اوقیانوس تک مسلمان اپنے گھروں میں عربی میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

پاکستان کے ہر صوبے کے شہریو! آپ سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ اس جذباتی فیصلے کے متعلق دوبارہ غور کریں ورنہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ فیصلہ پاکستان کے لئے صحیح نہیں ہو گا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر مشرقی پاکستان کے عوام کو ناراض کیا گیا تو وہ مغربی پاکستان کے عوام کے ساتھ مل کر نہیں رہ سکیں گے۔ آخر میں ان افراد سے جو میری تقریر سے ناراض ہوئے' میں کہوں گا کہ وہ اسلامی رواداری سے کام لیتے ہوئے ان باتوں پر غور کریں۔ تاریخی واقعات کو اپنے سامنے رکھیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کے باشندوں کو صحیح راستے پر چلائے"۔

صاحب مضمون کی تحریر کے مطابق سر آغاخان موتمر اسلامی کے جلسے میں اپنی تقریر پیش نہ کر سکے کیونکہ وفاقی وزیر تعلیم فضل الرحمٰن (جو بنگالی تھا) سر آغا خان کے خیالات سے متفق نہیں تھا۔ اس نے کہا "آغاخان نے خود کو کیا سمجھ رکھا ہے' ہم نے مہربانی کر کے انہیں پاکستان آنے کا ویزا دیا ہے' انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ہماری قومی زبان کے بارے میں کسی رائے کا اظہار کریں' یہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے۔ میں موتمر اسلامی کے اجلاس کا صدر ہوں' میں وزیر تعلیم ہوں۔ وہ یہاں آ کر تقریر نہ کریں ورنہ انہیں پچھتانا پڑے گا"۔ چنانچہ آغاخان نے اجلاس میں شرکت نہ کی البتہ ان کی تقریر کی دس ہزار کاپیاں جو پہلے سے تیار ہو چکی تھیں' جلسے میں حاضرین اور اخبارات میں اشاعت کے لئے تقسیم کی گئیں۔ مضمون نگار کے نظریئے میں سر آغا خان جیسے بزرگ سیاست دان کو جو مسلم لیگ کے بانیوں میں شمار کئے جاتے ہیں تقریر سے کچھ تھوڑے وقت پہلے روکنا نہایت غیر شائستہ چہ جائیکہ غیر جمہوری بات تھی' مضمون نگار کی اس رائے سے اتفاق کرنا مشکل نہیں....."۔

"... سر آغا خان کی عربی زبان کی تجویز کو میں نے بنیادی اور انقلابی تجویز گردانا ہے۔ ان بنیادی اور انقلابی اوصاف کی نسبت سے کوئی تجویز غیر معمولی نوعیت اختیار کر لیتی ہے' البتہ انقلاب برپا کرنے کے لئے اولاً جنون (Obsession) کی ضرورت ہے اور وہ بھی وافر مقدار میں۔ دوم' انقلاب برپا کرنے کے بعد انقلاب کی شدت اور رفتار برقرار رکھنے کے لئے جذب اندروں (Commitment) کی ضرورت ہے۔ سوم' انقلاب کی سطح اور سمت برقرار رکھنے کے لئے مستقل چوکنا رہنے (Consistent Handling) کی ضرورت ہے کہ ہل کی ہتھی سے ہاتھ نہ ہٹنے پائیں ورنہ مٹی اور بیج کے بکھرنے کا اندیشہ ہے۔ سر آغاخان نے اپنی تقریر میں تاریخ سے حوالے دیئے۔ تاریخ کے آئینے میں جھانکنے سے دل و دماغ میں پرانے تجربات اور واقعات سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت بیدار ہوتی ہے اور قدیم شعلہ جدید آنکھ کے لئے قندیل کا کام دیتا ہے بشرطیکہ قندیل کو رہنمائی کے لئے صحیح طور پر سامنے رکھا جائے تاکہ راستہ روشن نظر آئے"۔

خلافت عثمانی ..... عظمت کے نشان

ایک مرتبہ حضرت عثمان ؓ نے اہل کوفہ کے نام ایک سرکاری مراسلہ اس مضمون کا بھیجا کہ جس کسی شخص کا کوئی حق، درہم و دینار یا زدوکوب کی صورت میں میرے ذمہ ہو تو وہ یہاں آئے اور اپنا حق مجھ سے وصول کرے یا مجھے معاف کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے یہ اعلان سنا تو ان پر گریہ طاری ہو گیا اور بولے "تصدقنا" ہم نے صدقہ کر دیا۔

○ ○ ○

کعب بن عبیدہ نام کا ایک شخص کوفہ میں تھا جو اشتر نخعی اور اس کی جماعت کے لوگوں سے متاثر تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی ترنگ میں امیر المومنین کے نام ایک خط میں لکھا جس میں اس نے بزعم خود نہایت تند و تیز لہجے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض انجام دیا تھا۔ حضرت عثمان نے یہ خط پڑھا تو ناگواری ہوئی اور مدینہ بلوا کر اس سے باز پرس کی، اس پر کعب اور زیادہ برہم ہوا اور نہایت بدتمیزی اور گستاخی سے پیش آیا۔ حضرت عثمان نے اس کو بیس کوڑوں کی سزا دی اور سعید بن العاص گورنر کوفہ کو لکھا کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے لیکن کچھ دنوں کے بعد حضرت عثمانؓ کو کچھ خیال آیا کہ آپ نے سعید کو لکھا کہ کعب بن عبیدہ کو قید سے رہا کر کے فوراً میرے پاس بھیج دو۔ وہ مدینہ آیا، امیر المومنین نے اس سے کہا کہ تم نے مجھ کو نصیحتیں کی تھیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے، لیکن تمہارا لب و لہجہ گستاخانہ اور بدتمیزی کا تھا، اس پر مجھ کو غصہ آ گیا اور میں نے تم کو کوڑے لگائے، اب میں اس پر نادم ہوں لو یہ کوڑا موجود ہے، تم اٹھاؤ اور مجھ سے اپنا انتقام لے لو، اس پر کعب کی گردن شرم سے جھک گئی اور قصاص معاف کر دیا۔

○ ○ ○

دور عثمانی میں مسجد نبویؐ تنگ پڑ گئی، لوگوں نے حضرت عثمان ؓ سے اس میں اضافہ کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے صحابہ کرام ؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ مشورہ میں مروان بن حکم بھی موجود تھا کہ اس نے کہا: امیر المومنین! آپ پر قربان، اس معاملہ میں مشورہ کی کیا ضرورت تھی؟ عمر فاروقؓ نے مسجد میں اضافہ کا ارادہ کیا تو کسی سے اس کا ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ حضرت عثمان یہ سن کر برہم ہو گئے اور فرمایا، عمر کا معاملہ یہ تھا کہ لوگ ان سے اس درجہ خوف کھاتے تھے کہ اگر وہ لوگوں سے کہتے کہ گوہ (جسے عربی میں ضب کہتے ہیں اور جو دھوکہ دینے میں ضرب المثل ہے) کے بھٹ میں گھس جاؤ تو لوگ اس میں گھس جاتے لیکن میرا معاملہ یہ ہے کہ میں نرم خو ہوں، اس لئے محتاط رہتا ہوں کہ لوگ احتجاج نہ کریں۔

○ ○ ○

حضرت عثمان ؓ اپنے عمال کی سخت نگرانی کرتے تھے اور جمعہ کی نماز کا خطبہ شروع کرنے سے پہلے لوگوں سے ملک کے اطراف و اکناف کی خبریں پوچھتے اور انہیں توجہ سے سنتے۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ ابن ذی الحبکہ النہدی نامی ایک شخص ٹونے ٹوٹکے سے لوگوں کا علاج کرتا ہے۔ آپ نے کوفہ کے گورنر ولید بن عقبہ کو لکھا کہ اس معاملے کی تحقیق کی جائے اور اگر یہ سچ ہو تو متعلقہ شخص کی گوشمالی کی جائے تو راوی کا بیان ہے کہ لوگوں کو سخت تعجب ہوا کہ حضرت عثمان ؓ مدینہ میں رہتے ہوئے دور دور کی خبر رکھتے ہیں۔

○ ○ ○

حرث بن الحکم حضرت عثمان ؓ کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا۔ حضرت عثمان ؓ نے اس کو محتسب مقرر کیا تھا، یعنی اس کا کام یہ تھا کہ بازار میں اشیائے خرید و فروخت، ان کی قیمتوں اور دکانداروں کے باٹوں، پیمانوں اور سکوں کی نگرانی کریں تاکہ بائع اور مشتری میں سے کسی کو شکایت کا موقع نہ ہو لیکن اس رشتہ داری اور قرابت کے باوجود جب حضرت عثمان ؓ کو اس کا علم ہوا کہ حرث بن الحکم اپنے فرائض منصبی ایمان داری سے ادا نہیں کر رہے اور انہوں نے اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بازار کی بعض اشیاء اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں تو آپؓ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور انہیں فوراً معزول کر دیا۔

○ ○ ○

حضرت عمر نے مال فے کی تقسیم کیلئے یہ دستور مقرر کیا تھا کہ ان (اہل فے) کے گھر میں ایک بچہ بھی پیدا ہوتا تو رمضان میں اس بچہ سمیت فی کس ایک درہم اور ازواج مطہرات ؓ کو دو درہم روزانہ دیئے جاتے تھے۔ کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر آپ ان کے کھانے کا بھی انتظام کر دیں تو اچھا ہے لیکن حضرت عمر ؓ نے اس کی ضرورت نہ سمجھی، فرمایا: میں تو ان کے گھروں میں ان کو شکم سیر کر دیتا ہوں۔ حضرت عثمان ؓ کا زمانہ آیا تو آپؓ نے حضرت عمر ؓ کے دستور کو باقی رکھنے کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں ان سب کا کھانا بھی مقرر کر دیا، ان کے علاوہ مسجد میں پیچھے رہ جانے والے یعنی بے گھر لوگ، مسافر اور فقراء کو بھی رمضان میں کھانا تقسیم ہوتا تھا۔

○ ○ ○

عمرو بن العاص دور فاروقی سے ہی مصر کے گورنر مقرر ہوئے تھے اور بڑے جاہ و جلال کے مالک تھے۔ حضرت عثمان نے یہ محسوس کیا کہ مصر سے جتنا خراج آنا چاہئے نہیں آ رہا تو عمرو بن العاص کے احتجاج کے باوجود ان کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔

○ ○ ○

میں 89ء میں اپنے میڈیکل پروفیشن کو خیرباد کہہ کر تنظیم اسلامی کے ساتھ ہمہ وقت منسلک ہو گیا

بیوی کے تعاون کی وجہ سے رزق حلال پر قناعت اور شرعی پردے کا نفاذ میرے لئے بہت آسان ہو گیا

بالغ بچے تو نمازی ہیں ہی، چھوٹے بھی اپنے شوق سے نماز پڑھتے ہیں

الحمدللہ میں مطمئن زندگی بسر کر رہا ہوں

تنظیم اسلامی کے نائب امیر جناب ڈاکٹر عبدالخالق کی نمائندہ "ندائے خلافت" سے گفتگو

بعض رفقاء و احباب کی جانب سے ایک عرصے سے یہ تقاضا سامنے آ رہا تھا کہ تنظیم اسلامی کے مرکزی عہدیداران اور ناظمین کے انٹرویوز "ندائے خلافت" میں اس طور سے شائع ہونے چاہئیں کہ ان کے ذریعے رفقاء کو ان کا شخصی تعارف حاصل ہو اور تنظیم میں ان کی شمولیت کا پس منظر بھی واضح ہو سکے۔ ہمارے رفیق کار مرزا ندیم بیگ نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اس دلچسپ سلسلے کا آغاز نائب امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالخالق کے انٹرویو سے کیا جا رہا ہے جو امیر تنظیم کی پاکستان سے غیر حاضری میں ان کی نیابت کی ذمہ داری بھی نبھا رہے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ قارئین اس سلسلے کو دلچسپ اور مفید پائیں گے۔ (مدیر)

☆ اپنے ذاتی تعارف و خاندانی پس منظر سے آگاہ فرمائیں۔

○ میری عمر اس وقت تقریباً سینتالیس سال ہے، میری پیدائش لاہور کی ہے جبکہ میرے آباؤ اجداد کا تعلق ضلع سیالکوٹ سے ہے۔ دادا جان اور والد صاحب کو ملازم پیشہ ہونے کی وجہ سے ضلع سیالکوٹ سے منتقل ہونا پڑا۔ والد صاحب گورنمنٹ کالج ساہیوال میں لیکچرر تھے جبکہ میں نے میٹرک تک تعلیم اپنے دادا اور دادی جان کے پاس لاہور میں مکمل کی۔ میٹرک کے بعد ایف ایس سی کے لئے والد صاحب کے پاس ساہیوال چلا گیا اس کے بعد ڈینٹل سرجری کا کورس (B.D.S) لاہور سے کیا۔ ہمارا خاندانی تعلق معروف معنی میں بریلوی مسلک سے رہا ہے لہٰذا اس حوالے سے مذہب کے نام پر معاشرے میں مروجہ رسومات پر ہمارا خاندان بھی عمل پیرا رہا، خود میرا تعلق بچپن سے لے کر جوانی تک دین سے واجبی سا رہا۔ کالج کے زمانے میں کچھ عرصہ کے لئے تبلیغی جماعت کے ساتھ کام کیا اور زمانہ طالب علمی میں میں نے ۲ سہ روزہ اور ایک دس روزہ لگایا تھا۔

☆ تنظیم اسلامی سے کب تعارف ہوا۔

○ اپنے کورس کے فائنل ایئر میں میرا امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے حلقہ و دروس قرآن سے تعارف اپنے دوست اور کلاس فیلو جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے ذریعے سے ہوا۔ کالج سے فراغت کے بعد ایک سالہ ہاؤس جاب کے دوران میں نے ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے ہمراہ قرآن اکیڈمی

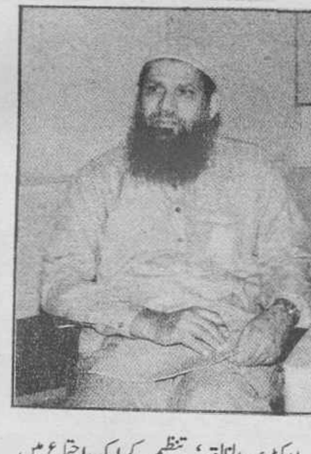

ڈاکٹر عبدالخالق، تنظیم کے ایک اجتماع میں

میں ہونے والی عربی کلاسوں میں شرکت کی۔ میں اس اجتماع میں شریک تھا جس میں تنظیم اسلامی کے قیام کا اعلان کیا گیا مگر میں اس وقت تنظیم میں شامل نہ ہوا، تنظیم اسلامی میں میری شمولیت جون ۱۹۷۷ء میں ہوئی۔ اس وقت پورے لاہور کی ایک تنظیم ہوتی تھی جس کے امیر جناب الطاف حسین تھے۔

۱۹۷۹ء میں ملازمت کے سلسلہ میں میری تعیناتی نارووال شہر میں ہوئی جس کی وجہ سے میرا تنظیم اسلامی سے عملی تعلق کچھ کمزور پڑ گیا۔ پھر ۱۹۸۰ء میں لاہور میں شادباغ کے علاقے میں اپنا پرائیویٹ کلینک شروع کیا تو جلد ہی مجھے شادباغ اسرہ کا نقیب بنا دیا گیا اور یہیں سے تنظیم اسلامی کے ساتھ میرے فعال عملی تعلق کا آغاز ہوا۔

☆ اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں بھی کچھ بتائیں۔

○ اپریل ۱۹۸۱ء میں میری شادی امیر محترم کی صاحبزادی سے ہوئی جس کا سب سے بڑا فائدہ مجھے یہ ہوا کہ دین پر عمل کرنا اور اس میں آگے بڑھ کر کام کرنا میرے لئے آسان ہو گیا۔ چنانچہ دو چیزوں کے اختیار کرنے میں مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی جن میں سے ایک رزق حلال پر اکتفا و قناعت اور دوسرا گھر میں شرعی پردے کے نفاذ میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ میں یہاں یہ بتانا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے میرا رشتہ اپنی خالہ زاد کے ساتھ طے تھا مگر کچھ تو شادی بیاہ کی رسومات میں اصلاح کے حوالے سے اور کچھ خاندانی رنجش کی بنا پر ان کی جانب سے ہی انکار ہو گیا۔

☆ ڈاکٹر صاحب کے ہاں رشتہ کیسے طے پایا؟

○ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب جن کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے فیصل آباد میں اپنی پرائیویٹ پریکٹس سیٹ کر چکے تھے مگر ڈینٹل کالج میں درس قرآن کی خاطر ہر ہفتے لاہور آیا کرتے تھے، ان کا اکثر و بیشتر قیام میرے ہاں ہی ہوتا تھا۔ اُن کی اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز ہو چکا تھا اور اب وہ میری ازدواجی زندگی کے بارے میں "متفکر" تھے۔ انہیں جب میرے قبل ازیں طے شدہ رشتے کے خاتمے کا علم ہوا تو از خود پیشکش کی کہ میں محترم ڈاکٹر (اسرار احمد) صاحب کے ہاں بات کرتا ہوں۔ یوں جانبین کے والدین کی رضامندی سے یہ رشتہ طے ہو گیا۔

☆ تنظیم اسلامی میں کس کس حیثیت سے کام کیا؟

○ ۱۹۸۴ء - ۸۶ میں ہونے والے دو سالہ کورس میں میں نے داخلہ لیا۔ اس دوران میری یہ کیفیت رہی کہ صبح کورس پڑھتا اور شام کو اپنے کلینک پر پریکٹس کرتا۔ اس طرح میری دینی تعلیم اور معاش ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ ۱۹۸۶ء میں کورس مکمل ہوا، کورس کی تکمیل

کے بعد ارادہ کیا کہ صبح کے اوقات تنظیم کے لئے وقف کر دوں اور شام کو پریکٹس کروں مگر لاہور کے خاص ماحول کی وجہ سے یہاں تنظیمی کام اور لوگوں سے رابطہ وملاقات شام کو ہی ممکن تھی۔ لہٰذا جب امیر محترم سے اپنے ارادے کا ذکر کیا تو انہوں نے شام کا وقت فارغ کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ شام کے وقت کے لئے ایک دوسرے ڈینٹل سرجن کو کلینک پر کام کے لئے رکھ لیا اور صبح خود پریکٹس کرتا رہا۔ ۸۶ء سے ۸۹ء تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اسی دوران تنظیم اسلامی گڑھی شاہو کے مرکز میں پہلی عربی کلاس کا آغاز بھی میں نے کیا' یہ کورس ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ مجھے پورے لاہور کا امیر بنا دیا گیا۔ پھر جب ۸۹ء میں ناظم اعلیٰ پاکستان کی ذمہ داری سونپ دی گئی تو اب تقاضا آیا کہ میں چار دن (صرف صبح کے اوقات) پریکٹس کے لئے رکھوں۔ بالآخر جب پریکٹس کو مکمل طور پر چھوڑ دینے کا حکم ہو گیا تو میں جولائی ۸۹ء میں پروفیشن کو خیرباد کہتے ہوئے تنظیم اسلامی کے ساتھ ہمہ وقتی منسلک ہو گیا اور ۱۹۹۵ء تک مختلف ذمہ داریاں نبھائیں۔ ۹۲ء تک ناظم اعلیٰ رہا پھر ناظم تربیت بنا دیا گیا۔ اس دوران قرآن کالج میں ایک سالہ کورس میں لٹریچر کی تدریس میرے ذمہ رہی پھر نائب امیر نامزد کر دیا گیا۔ ہمارے ہاں چونکہ "امیر" کے لئے بیت المال سے تنخواہ کا کوئی معاملہ نہیں ہوتا لہٰذا اب مجھے تنظیم کی بجائے اقامت دین ٹرسٹ کا ٹرسٹی ہونے کی وجہ سے گزارہ الاؤنس ملتا ہے۔ اس دوران کچھ عرصہ کے لئے نائب امیر کی بجائے امیر حلقہ پنجاب شرقی و شمالی کی ذمہ داری بھی ادا کی ہے۔

☆ تنظیم یا اقامت دین ٹرسٹ کی جانب سے ملنے والا گزارہ الاؤنس آپ کو پریکٹس سے حاصل ہونے والی رقم سے زیادہ ہے یا کم۔

○ ظاہر ہے کہ آج اگر میں پرائیویٹ کلینک کر رہا ہوتا تو اس سے حاصل ہونے والی آمدن آج کے گزارہ الاؤنس کی رقم سے کہیں زیادہ ہوتی۔ میں نے صرف آپ کے سوال کا جواب دیا ہے خیال رہے کہ اس میں کسی حسرت یا افسوس کا پہلو شامل نہیں ہے۔

☆ آپ کی گھریلو کیفیت کیا ہے؟

○ شادی کے بعد میری رہائش والدین کے ساتھ تھی' ۵ سال تک والدین کے ساتھ ہی مقیم رہا۔ وہاں پر آغاز میں شرعی پردے کے حوالے سے کچھ تناؤ کی کیفیت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مگر جب جگہ کی تنگی کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت کا مسئلہ بھی سامنے آیا تو ۸۶ء میں اس وقت کے ناظم اعلیٰ جناب میاں محمد نعیم کے ترغیب دلانے اور امیر محترم کی اجازت سے میں مرکز تنظیم اسلامی میں منتقل ہو گیا۔ اس وقت میرے سات بچے یعنی ۴ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں۔ بڑی بیٹی نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ میرے بچے عام سکولوں ہی میں پڑھ رہے ہیں۔ بچوں کی دینی تعلیم کا تمام انتظام ذاتی ہے۔ میری دو بچیاں ماشاء اللہ تنظیم اسلامی میں بھی شامل ہیں۔ الحمدللہ بالغ بچے تو نمازی ہی ہیں چھوٹے بھی اپنے شوق سے نماز پڑھتے ہیں۔ بچوں کو قرآن پاک (ناظرہ) کی تعلیم کے لئے قاری صاحب کا بندوبست ہے جبکہ ترجمۃ القرآن اہلیہ خود پڑھاتی ہیں۔ بچے تنظیم کے تحت ہونے والے دروس قرآن اور دیگر پروگراموں میں بھی شریک ہوتے ہیں جس سے ان کی تربیت کا سامان ہوتا رہتا ہے۔ بچیوں میں شرعی پردے کا تصور الحمدللہ شروع سے ہے اور وہ خود اپنی آزاد مرضی سے دین کا حکم سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہیں۔

☆ آپ نے کسی تفسیر قرآن کا مطالعہ کیا ہے؟

○ میری یہ بدقسمتی رہی ہے کہ میں قرآن مجید بچپن میں نہیں پڑھ سکا لہٰذا میں نے قرآن کریم اپنی گریجویشن کے بعد پڑھا۔ تاخیر سے پڑھنے کی وجہ سے مجھے بہت زیادہ محنت کرنا پڑی۔ تفاسیر میں میں نے زیادہ تر ڈاکٹر صاحب کے دروس قرآن اور ترجمۃ القرآن کے پروگراموں سے ہی استفادہ کیا ہے البتہ تفہیم القرآن اور تدبر قرآن بھی زیر مطالعہ رہی ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے رمضان کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ ۸۶ء میں میں نے گڑھی شاہو میں دورۂ ترجمۃ القرآن کا پروگرام کیا۔ اب تک میں تین مرتبہ دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

☆ آپ کے اگر کوئی ذاتی اثاثہ جات ہیں ان کی تفصیل بتائیں۔

○ میرے گھر میں زیر استعمال سامان کے علاوہ میرا کوئی ذاتی اثاثہ نہیں ہے۔ بینک کا کرنٹ اکاؤنٹ تو ہے لیکن رقم اکاؤنٹ جاری رکھنے کی حد تک ہے۔ اہلیہ کی ملکیت میں شادی کے موقع پر ملنے والا زیور ہے اور کچھ نقد رقم بھی۔ گھر کے اخراجات کے ضمن میں معاملہ درمیانے درجے کا ہے اور نہ ہی کبھی اہلیہ کی جانب سے کوئی ایسا تقاضا آیا ہے جس نے میرے لئے مسائل پیدا کئے ہوں' الحمدللہ معاشی لحاظ سے مطمئن زندگی گزار رہا ہوں۔

☆ تنظیمی زندگی کا کوئی اہم ترین واقعہ جس نے آپ کو منفی یا مثبت طور پر متاثر کیا ہو۔

○ تنظیمی زندگی میں مختلف مواقع پر ایسے فیصلے بھی ہوئے

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ ادیب اور دانشور معاشرے کا آئینہ ہوتے ہیں۔ (گورنر پنجاب)

✪ مگر لگتا ہے اب یہ آئینہ "شکستہ اور مکدر" ہو چکا ہے۔

☆ سابق ڈپٹی سپیکر منظور موہل کی اہلیہ جعلی ڈگری پیش کر کے پرنسپل بن گئیں۔ (ایک خبر)

✪ "ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ' دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا"

☆ "غوری" کے بعد "غزنوی" لائیں گے۔ (ڈاکٹر عبدالقدیر خان)

✪ "گاؤ ماتا" کے پجاریوں کے بندوبست کے بعد "بچھڑے" کے پجاریوں کے لئے "ایوبی میزائل" کب بنے گا؟

☆ کشمیر داخلی نہیں' بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ (بھارتی وزیر دفاع کا اعتراف)

✪ "بہت دیر کی مہرباں آتے آتے"

☆ ہیڈ کانسٹیبل اور اُس کے دو ساتھیوں نے "ایلیٹ فورس" میں سلیکشن سے قبل جرم کیا تھا۔ (پولیس ترجمان)

✪ ایسے "مجرموں" کو ایلیٹ فورس میں منتخب کرنا بذات خود جرم ہے۔

☆ روسی پارلیمنٹ کا سپیکر "لوٹا" ہے۔ (ایک خبر)

✪ یہ "لوٹا" پینڈے والا ہے یا...

”کابل“ جو ایک شہر تھا عالم میں بے مثال

تنظیم اسلامی کے وفد کا دورۂ افغانستان ـــ آنکھوں دیکھا حال

مرتب : مولانا غلام اللہ حقانی (دوسری و آخری قسط)

افغانستان کی اسلامی حکومت کے روح رواں ”طالبان“ سمع وطاعت کے بہت زیادہ خوگر ہیں۔ ان سے جب بھی گفتگو کا موقع ملا وہ ہر بات میں امیرالمومنین کا حوالہ دیتے۔ امیرالمومنین محمد عمر کو افغانستان کے باشندے ”عمر ثالث“ بھی کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اب ملا محمد عمر سرزمین افغانستان کو ظلم وجبر سے خالی کردیں گے۔ طالبان تحریک کی اعلیٰ قیادت سے بھی جب کبھی بات کرنے کا موقع ملا ان کی باتوں سے بھی اندازہ ہوا کہ وہ امیرالمومنین کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب نور محمد ثاقب (چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان) سے پوچھا گیا کہ کسی عہدہ پر تقرر تو امیرالمومنین ہی کرتے ہیں لیکن معزول کون کرتا ہے۔ تو ان کا کہنا تھا کہ تین شعبوں میں امیرالمومنین کو صوابدیدی اختیارات حاصل ہیں تقرر و تبدیلی اور معزولی۔ پیش نہاد یعنی تجویز ہم دیتے ہیں مگر آخری فیصلہ امیرالمومنین ہی کا ہوتا ہے۔ چونکہ اعلیٰ مناصب پر فائز طالبان تحریک کی اکثریت مدارس عربیہ سے فارغ التحصیل ہے' اس لئے طالبان ان کی دل و جان سے عزت کرتے ہیں ان کا ہر حکم ماننا اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھتے ہیں۔ ایک دینی مدرسہ کا طالب علم اپنے اساتذہ و شیوخ کے بارے میں کسی قسم کی ناپسندیدہ بات سننا پسند نہیں کرتا۔ اس بات کا مجھے ذاتی طور پر کئی بار تجربہ ہوا' ہر طالب علم اس بات کا طالب ہوتا ہے کہ جب بھی اس کے اساتذہ کا نام لیا جائے تو اس میں احترام کا پہلو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ افغانستان کے یہ طالبان جن کی اکثریت نے پاکستان کے دینی مدارس سے تعلیم حاصل کی ہے' ہر سال اپنے اساتذہ و شیوخ کو ملنے پاکستان آتے ہیں۔

افغانستان کے عام لوگ بہت محنتی اور جفاکش ہیں' کلچر اور تہذیب و تمدن کا یہی اثر طالبان میں بھی پایا جاتا ہے۔ طالبان کا سالہا سال دین کے حصول کے لئے گھر سے دور دیار غیر میں رہنا ان کی اس روایتی جفاکشی میں اضافے کا باعث بنا ہے۔ ان کو نہ تو قیمتی کپڑوں کی فکر رہتی ہے اور نہ اچھے کھانوں کی۔ جہاں کہیں بھی ان کو داخلہ ملا' اگر مدرسہ میں رہائش ہے تو وہاں ڈیرہ ڈال دیا وگرنہ یہ کسی مسجد میں رہائش اختیار کرلیتے ہیں۔ اب پورا سال خواہ گرمی ہو یا سردی' کھانا بروقت ملے یا نہ ملے وہ اس مسجد میں وقت گزار دیتے ہیں۔ علم دین کے حصول کے لئے لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں بھی سننا پڑتی ہیں' امام یا خطیب مسجد کے مزاج کا بھی خیال کرنا پڑتا ہے۔ بس ان کے سر پر ایک ہی دھن سوار رہتی ہے کہ اس سال وہ کتنی کتابیں پڑھ سکے گا۔ اسلامی تحریک طالبان کا اتنے قلیل عرصے میں افغانستان کے ۲۲ / صوبوں پر کنٹرول حاصل کرنا اگر ایک طرف مشیت ایزدی کا مظہر ہے تو دوسری جانب اس کی کچھ وجوہات بھی ہیں :

○ روسی افواج کے انخلا کے بعد افغانستان کے مہاجرین اور مجاہدین کی فطری خواہش تھی کہ ۱۵ سالہ مصائب کا دور اب گزر گیا ہے۔ اب ہم افغانستان جاکر امن و آشتی کی زندگی گزاریں گے' لیکن جب وہ اپنے ملک میں گئے تو سب سے بڑا مرحلہ انتقال اقتدار کا تھا۔ سات مجاہد تنظیموں کے سربراہوں نے جن میں ہر ایک کی قربانی اپنی جگہ پر مسلم تھی' آپس میں جنگ وجدال کا بازار گرم ہو گیا۔ بھوک و افلاس اور غریب الوطنی سے دوچار افغانستان کے باسیوں نے جب اپنی سرزمین پر قدم رکھا تو ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا گیا۔ وہاں ان کو جو ماحول دکھائی دیا' وہ لوٹ کھسوٹ' غنڈہ گردی اور ظلم و ستم کا ماحول تھا۔ باہمی رسہ کشی' مفاد پرستی اور انانیت نے افغان قوم کا شیرازہ بکھیر دیا۔ چنانچہ بعض درد دل رکھنے والے حساس اور دیندار طبقے کے لوگوں نے ان غداران وطن کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا اور افغانستان کے امن پسند شہریوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا اور بہت جلد ان مخلص مجاہدوں کو افغانستان کے وسیع علاقہ پر قبضہ کرنے کا موقع ملا۔

○ افغانستان قدیم زمانے سے جو کلچر رکھتا ہے' اس میں اسلامی عنصر (Islamic Element) بہت زیادہ شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے بنیادی قوانین قرآن و سنت پر مبنی ہیں۔ جہاد افغانستان بھی اسی مخصوص افتاد طبع کا مظہر تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ قدیم کلچر مجاہدین کے آپس کے جنگ وجدال کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے تو انہوں نے طالبان کا ساتھ دینا شروع کردیا۔

○ افغانستان میں سب سے بڑھ کر مسئلہ امن وامان کے قیام کا تھا۔ روس کے جانے کے بعد افغان باشندوں کے ہاتھوں میں بہت اسلحہ آچکا تھا' چنانچہ اس صورت میں امن کا برپا کرنا بہت ہی مشکل کام تھا۔ طالبان نے جو سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دیا' وہ لوگوں سے اسلحہ جمع کرنے کا

امارات اسلامی افغانستان کی اعلیٰ ترین بڑی عدالت ”سترہ محکمہ“ کی دلکش عمارت

تھا۔ لوگ آپس کے جنگ و جدال سے اس قدر نالاں تھے کہ انہوں نے بغیر کسی مزاحمت کے طالبان کو اسلحہ دے دیا۔

○ طالبان کوئی تیسری قوت نہیں، جو کسی اور مقام سے ابھر کر آئی ہو بلکہ وہ افغانستان کے اصل باشندے ہیں۔ انہوں نے ۱۵ سالہ افغان جہاد میں مختلف تنظیموں میں رہ کر جہاد کیا تھا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ جہاد کے نام پر کچھ اور ہو رہا ہے تو وہ مختلف تنظیموں سے نکل کر ایک جماعت کے شکل میں سامنے آگئے۔

اب طالبان افغانستان کی ایک مضبوط قوت ہیں، جن کو زیر کرنا بہت مشکل کام ہے۔ ان کی کامیابی کا اصل راز ان کی بے پناہ اسلام دوستی ہے۔ وہ خود غرضی، مفاد پرستی اور انانیت سے بالاتر ہیں۔ ان کی نظر میں دنیاوی عہدوں کی کوئی وقعت نہیں، لہٰذا اگر آج کوئی گورنر ہے تو کل اسے بغیر وجہ بتائے معزول بھی کیا جا سکتا ہے۔

وفد کا ہر شریک چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر عام لوگوں کے حالات معلوم کرے۔ چونکہ وقت کم تھا، اس لئے جب بھی اسلامی تحریک طالبان کی اعلیٰ قیادت سے ملاقات کا وقت ملتا ہم فوراً ملاقات کی تیاری کر کے پہنچ جاتے۔ اگلے دن ہمارا پروگرام وزارت تعلیم کی قیادت سے تبادلہ خیال کرنا تھا۔ چنانچہ ٹھیک نو بجے ہم وزارت تعلیم کی پرانی طرز کی عالی شان عمارت میں داخل ہوگئے۔ وزیر تعلیم جناب مولوی سید غیاث الدین آغا صاحب اگرچہ موجود نہ تھے مگر ان کے معین (نائب) جناب مولانا عبدالسلام حنیفی سے شرف ملاقات ہوا۔ موصوف ولایت فاریاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ طالبان تحریک کی قیادت نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ عبدالسلام حنیفی صاحب بھی وجیہہ و پرعزم نوجوان ہیں، انہوں نے اپنی دینی تعلیم پاکستان میں مکمل کی۔ دورۂ حدیث دارالعلوم کراچی سے اور تخصص فی الفقہ کی تکمیل بہاولپور میں مولانا منظور احمد نعمانی سے کی ہے۔ انہوں نے پشاور میں افغان مہاجر سکول میں دو سال تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیئے ہیں۔ موصوف نے وفد کے شرکاء کا والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ میجر فتح محمد صاحب نے حسب معمول وفد کا تعارف کرایا، بعد ازاں نائب وزیر تعلیم نے بھی اپنا تعارف کرایا اور تمہید کے طور پر وفد کی افغانستان آمد کا شکریہ ادا کیا۔

انہوں نے وزارت تعلیم کی جانب سے کی گئی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ روس کے آنے کے بعد یہاں نصاب میں اسلامی مضامین کو یکسر ختم کر دیا گیا تھا۔ مجاہدین نے جب افغانستان میں زمام اقتدار سنبھالی تو نصاب میں بہت ساری تبدیلیاں کیں۔ نصاب میں فقہ، عقائد، احادیث اور تفسیر کو شامل کیا گیا۔ اس سال حکومت نے

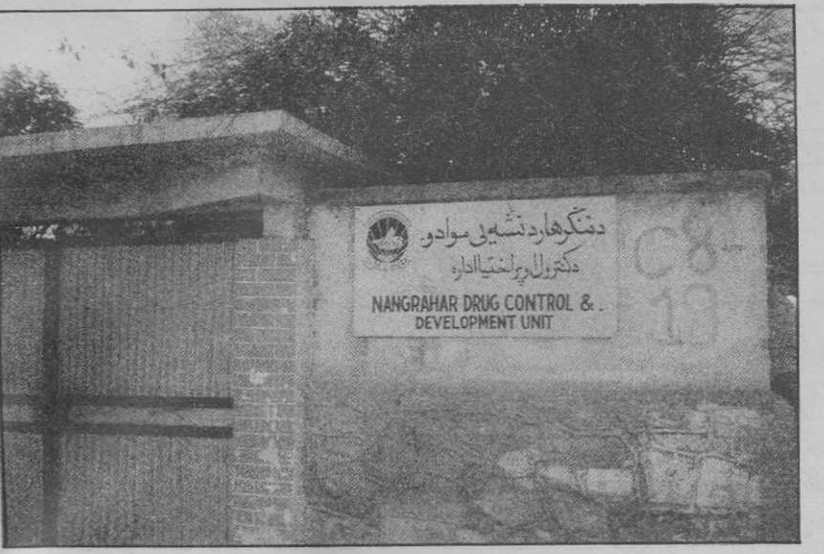

صوبہ ننگرہار میں انسداد منشیات کا دفتر

صوبہ قندھار میں ایک بہت بڑا مشاورتی اجتماع منعقد کیا جس کا موضوع تھا کہ "افغانستان میں تعلیم کے لئے نصاب کیا ہو؟"۔ اس اجتماع میں پاکستان کے دینی مدارس کے نصاب، افغانستان کا قدیم نصاب تعلیم اور اسلامی ممالک میں رائج نصاب کا بھی جائزہ لیا گیا۔ نائب وزیر تعلیم نے کہا کہ نصابی کمیشن نے جدید اور قدیم نصاب کو یکجا کر کے ایک نیا نصاب تیار کیا ہے۔ دینی مدارس کے لئے الگ اور عصری اداروں (سکول، کالجز و یونیورسٹیز) کے لئے ایک علیحدہ نصاب بنایا گیا ہے۔ اس نصاب کا اب سپریم کورٹ جائزہ لے رہی ہے، توقع ہے کہ سپریم کورٹ اس کا جائزہ لے کر بہت جلد ہمارے حوالے کرے گی۔

وفد کے شرکاء نے نائب وزیر تعلیم عبدالسلام حنیفی سے مختلف سوالات بھی کئے۔

☆ اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد تعلیم کے میدان میں کیا کچھ پیش رفت ہوئی ہے؟

○ روس کے آنے کے بعد یہاں کے نظام تعلیم میں اسلامی مضامین یکسر ختم کر دیئے گئے تھے، صرف حفظ قرآن کے شعبے کو بحال رکھا گیا تھا مگر وہ بھی برائے نام، کیونکہ اس کا دورانیہ ۱۲ سال کا تھا، ہم نے اس کو یکسر ختم کر دیا۔ اب ہم نے ابتدائی تعلیم کے لئے ۴ سال رکھے ہیں جس میں حفظ، تجوید، ابتدائی عربی اور کچھ دینی امور کا علم بھی شامل ہے۔ پھر ہم نے ہر ولایت میں ایک بڑا مدرسہ قائم کیا ہے اور ہر "اُلسوالی" یعنی تحصیل میں ایک لیلہ (Night School) قائم کیا ہے۔ اِن کا پورا انتظام حکومت کرتی ہے۔ امیرالمومنین نے ایک سپیشل حکم صادر فرمایا ہے کہ ۴ ولایتوں میں ایسے اعلیٰ مدارس قائم کئے جائیں، جس میں ایک ہزار طلباء کی گنجائش ہو۔

☆ پوری دنیا میں اسلامی تحریک طالبان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ وہ تعلیم نسواں کے مخالف ہیں اور انہوں نے سکول و کالجز بند کر دیئے ہیں؟

○ تعلیم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ہم نے بچیوں کیلئے مساجد کی سطح پر دینی تعلیم کا انتظام کیا ہے جس میں ابتدائی حفظ و تجوید، ناظرہ اور دینی امور کے متعلق علم دیا جاتا ہے۔ دارالیتامیٰ قائم کئے گئے ہیں اور ایک پرامن ماحول میں معلّمات کو مقرر کیا گیا ہے، جو بچیوں کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی دینی تعلیم کا بندوبست بھی کر رہی ہیں۔ ان میں صنعت و حرفت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو اس بات کا جائزہ لے رہی ہے کہ تعلیم نسواں کیسے ہو، ان کیلئے تعلیمی ادارے کیسے ہوں، پردے کا انتظام کیسے ہو؟ ان شاء اللہ عنقریب پوری دنیا دیکھے گی کہ اسلامی افغانستان میں تعلیم نسواں کا کیسا عمدہ انتظام ہے۔

☆ عصری علوم کے لئے جو نصاب مقرر کیا گیا ہے، کیا اس میں اسلامی مضامین بھی شامل ہیں؟

○ ہاں، بالخصوص عربی مضمون بطور خاص شامل ہے۔

☆ نصاب تعلیم کو کس زبان میں پیش کیا گیا ہے؟

○ پشتو اور فارسی کے علاوہ ذریعہ تعلیم انگریزی زبان بھی ہے۔

☆ ایک نصاب کو کس طرح عصری اور دینی علوم کے لئے متوازن رکھا جا سکتا ہے؟

○ ہم نے یہاں جو طریقہ کار اپنایا ہے، وہ کچھ یوں ہے کہ بارہویں جماعت تک نصاب سب کے لئے ایک جیسا ہوگا، دینی طلباء کے لئے بھی اور عصری علوم حاصل کرنے والے طلباء کے لئے بھی۔ اس کے بعد ہر

طالب علم کو اختیار حاصل ہوگا کہ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں وہ کون سے مضامین رکھنا چاہتا ہے۔

☆ اتنے گھمبیر مسائل میں تعلیم کا حصول ایک مشکل مسئلہ ہے آپ کی حکومت نظام تعلیم کے لئے فنڈز کہاں سے فراہم کر رہی ہے؟

○ ہم اپنے وسائل کو دیکھتے ہوئے تعلیمی اداروں کو امداد فراہم کرتے ہیں۔ سب سے بڑا ذریعہ آمدن کسٹم کا محکمہ ہے۔

☆ پاکستان میں تعلیم کے حصول کو آسان بنانے کے لئے شخصی اداروں کی اجازت دے دی گئی ہے، یعنی ہر ایک کو اجازت ہے کہ وہ دارالعلوم بنائے یا پبلک سکول۔ کیا آپ کی حکومت بھی ایسا کر رہی ہے؟

○ فی الحال یہاں نصاب سامنے نہیں آیا ہے، جب سامنے آئے گا تو جو کوئی اس نصاب تعلیم کو اپنے نجی اداروں میں داخل کرے گا تو اس کو اجازت ہوگی۔

☆ یہاں کی مساجد کا نظام حکومت کے تحت ہے یا عوام اپنے طرف سے انتظام کرتے ہیں۔

○ یہاں مساجد کا نظام وزارت اوقاف کے سپرد ہے، امام یا خطیب کی معاشی ضروریات کو محکمہ اوقاف پورا کرتا ہے۔

☆ وزارت تعلیم کے تحت کون کون سے تعلیمی شعبے آتے ہیں؟

○ یونیورسٹی فی الحال وزارت تعلیم کے تحت نہیں ہے، ہائیر ایجوکیشن کی ایک الگ وزارت، یعنی وزارت تحصیلات عالی کے نام سے کام کر رہی ہے۔

☆ طالبان کے متعلق یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ دینی مدارس پر زیادہ توجہ دیتے ہیں جبکہ عصری تعلیم کے طرف ان کی توجہ بہت کم ہے؟

○ ایسا نہیں ہے ہم نے ایک متوازن نظام مرتب کیا ہے جس میں ہر ایک کو اپنا اپنا حصہ دیا جاتا ہے۔

وقت کافی گزر چکا تھا۔ چنانچہ رحمت اللہ بٹر صاحب کے دعائیہ کلمات پر اس مجلس کا اختتام ہوا۔ مجلس کے آخر میں نائب وزیر تعلیم عبدالسلام نے وفد کے شرکاء سے ان کے ایڈریس لئے اور وفد کے امیر نے انہیں پاکستان آنے کی دعوت بھی دی۔ آخر میں عبدالسلام صاحب ہمیں رخصت کرنے کے لئے مین گیٹ تک آئے۔ الوداعی مصافحہ کے بعد ہم نے ہوٹل کی راہ لی۔

۲۲/مارچ کو وفد کے شرکاء پشاور سے افغانستان کے لئے روانہ ہوئے تھے، ۳۰/مارچ کو افغانستان آئے ہوئے نواں دن تھا۔ آج واپسی تھی، لیکن آخری روز وزارت خارجہ میں ایک ملاقات پہلے سے طے تھی۔ ہم ۹ بجے تیاری کر کے گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ پروگرام یہ تھا کہ وزارت خارجہ سے فارغ ہوتے ہی پاکستان کے لئے روانہ ہو جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساڑھے نو بجے ہم ملاقات کے لئے پہنچے، وزارت خارجہ کی تین منزلہ عمارت جدید طرز پر بنی تھی۔ آخری منزل پر وزارت خارجہ میں

جلال آباد میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صوبائی وزارت کا دفتر

صدر افغانستان استاد ربانی کے نائب جناب سید محمد حقانی سے ملاقات کرنی تھی۔ چنانچہ ٹھیک نو بجے ہم سید محمد حقانی صاحب سے ملاقات کے لئے ان کے دفتر پہنچے، انہوں نے مین دروازے پر وفد کا استقبال کیا۔ وفد کے لئے افغانستان کی روایات کے مطابق میز پر خشک میوہ جات رکھے گئے تھے۔ میجر فتح محمد صاحب نے وفد کے تعارف کے ساتھ ساتھ تنظیم اسلامی کا بھی تعارف کرایا۔ سید محمد حقانی نے وفد کے افغانستان آنے کو سراہا، انہوں نے عالم اسلام کا بالعموم اور پاکستان کا بالخصوص جہاد افغانستان میں عملاً شرکت کا ذکر بھی کیا اور جہاد افغانستان کی غرض و غایت پر بھی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کے باسیوں نے صرف ایک خطہ کے لئے قربانیاں نہیں دی ہیں بلکہ ان کی یہ عظیم قربانیاں پورے عالم اسلام کے لئے ہیں۔ انہوں نے افغانستان کے ان گنت مسائل کے حوالے سے اپنی اولوالعزم قیادت کے منصوبوں اور جوش و جذبے کے ساتھ کام کرنے والوں کا ذکر بھی کیا۔

☆ افغانستان پر طالبان کے قبضہ کے ساتھ ہی اعلان ہو گیا تھا کہ ہمارا دور ایک عبوری دور ہوگا کیا ۲۰ ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی یہی اعلان اپنی اصل حالت میں باقی ہے؟

○ بالکل، ہم چاہتے ہیں کہ ایک وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل ہو، جس میں افغانستان کی تمام تنظیمیں شامل ہوں۔

☆ حکومت میں ان کی شمولیت کے لئے کچھ شرائط بھی ہوں گی؟

○ ہاں، ہم نے ان کے سامنے دو شرائط رکھی ہیں۔ ایک پورے دین کے بالادستی کو قبول کرنا اور دوسرا افغانستان عوام کے لئے ان کا قابل قبول ہونا۔ کیونکہ اگر ایک شخص نے ماضی قریب میں اتنا بڑا ظلم کیا ہو جسے عوام معاف نہیں کر سکتے تو ایسا شخص ان کے لئے قابل قبول کیسے بن سکے گا۔

☆ طالبان وسیع البنیاد حکومت کب بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

○ فی الحال ہم نے محاذ جنگ پر ساری توجہات مرکوز کی ہیں۔ جونہی پورے افغانستان پر ہمارا قبضہ ہو گا اس کے بعد وسیع البنیاد حکومت قائم کر دی جائے گی۔

☆ امیر المومنین کے خاص نمائندے جو مختلف مناصب پر کام کر رہے ہیں ان کے تقرر کے لئے کوئی باقاعدہ طریقہ کار ہوتا ہے؟

○ فی الحال کوئی خاص طریقہ کار تو نہیں۔ اس وقت کوئی بھی عہدہ مستقل نہیں ہے، ہم نے ۲۰ مہینے میں دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ بڑے عہدوں سے ادنیٰ عہدوں پر آتے ہیں اور بہت سے لوگ ادنیٰ عہدوں سے بڑے عہدوں پر تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

بقیہ : انٹرویو

جن سے میں متفق نہ تھا لہٰذا منطقی طور پر میں نے اس وقت اس فیصلہ کو صحیح نہ سمجھا۔ نتیجتاً باطنی یا ذہنی طور پر رنج اور افسوس بھی ہوا تاہم ان حالات میں جب میں نے اپنے مقصد اور ہیئت تنظیم پر غور کیا اور فرائض دینی کے تصور کو از سر نو تازہ کیا تو مشورہ کے بعد جو بھی فیصلہ ہوتا اس پر حتی الامکان عمل کرتا۔ الحمدللہ شعوری طور پر کسی بھی فیصلے پر عمل کرنے میں اس بنا پر کوتاہی نہیں کی کہ میری رائے اس فیصلے سے مختلف تھی۔

☆ آپ کس شخصیت سے متاثر ہیں۔

○ میرا تعلق تنظیم اسلامی سے قبل کسی دینی یا سیاسی شخصیت سے نہیں رہا ہے لہٰذا مجھے جو کچھ ملا (علمی و عملی طور پر) وہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ سے حاصل ہوا ہے لہٰذا میں اپنی زندگی میں اُن ہی کی شخصیت سے متاثر ہوں۔

تعلیمی قتل عام

ہمارے رہنما اس تباہی سے چشم پوشی برت رہے ہیں' جو عنقریب آنے والی ہے

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

اسلام آباد میں قائم ہیومن ڈویلپمنٹ سنٹر کے سربراہ سابق وزیر خزانہ پاکستان ڈاکٹر محبوب الحق سے نیو دہلی میں مقیم نیوزویک کے ٹونی کلفٹن کا انٹرویو۔

☆ آپ نے اپنی رپورٹ میں جنوبی ایشیا میں "تعلیمی قتل عام" کی بات کی ہے' یہ بات کچھ زیادہ ہی مبالغہ آمیز نہیں؟

○ نہیں ایسا نہیں ہے۔ جنوبی ایشیا دنیا میں ناخواندگی کے لحاظ سے چوٹی پر ہے۔ آدھی آبادی ناخواندہ ہے' ایک تہائی بچے سرے سے سکول ہی نہیں جاتے گویا بہت ہی بھیانک صورتحال ہے۔

☆ وجہ کیا ہوئی' غربت یا نوآبادیاتی نظام؟

○ غربت کو بہانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ کینیا' ویت نام' قازقستان جیسے ممالک میں جو بھارت کے مقابلہ میں زیادہ غریب ہیں' خواندگی کی شرح ۸۰/۹۰ فیصد جبکہ بھارت میں ۵۲ فیصد ہے۔ پاکستان کی فی کس آمدنی سری لنکا کے برابر ہے لیکن شرح خواندگی سری لنکا کے ۹۰ فیصد کے مقابلہ میں صرف ۳۸ فیصد ہے۔ آزادی کے ۵۰ سال بعد نوآبادیاتی نظام کو کیسے الزام دے سکتے ہیں' اصل میں تو ہماری نیت میں فتور ہے۔

☆ ہماری نیت کو کیا ہوا؟

○ پاکستان کا جاگیردار طبقہ جس کے پاس طاقت ہے سمجھتا ہے کہ تعلیم سے انقلاب آ جائے گا۔ میں جب وزیر خزانہ تھا تو تعلیم کے لئے جو رقم مختص کرتا وہ دوسرے کاموں پر خرچ کر لی جاتی تھی۔ بھارت نے تعلیم پر خرچ کرنے کی بجائے سارا پیسہ سرکاری بینک قائم کرنے' ایئر لائنوں' بھاری صنعتوں اور ذرائع مواصلات پر لٹا دیا حالانکہ حکومت کا اصل کام اپنے شہریوں کو صحت' تعلیم اور بہتر خوراک مہیا کرنا ہوتا ہے۔

☆ آپ نے سب سے زیادہ عورتوں کی ناخواندگی کا رونا رویا ہے' یہ اتنا بڑا مسئلہ کیسے بن گیا؟

○ عورتوں کی حیثیت اس خطے میں بہت ہی پست ہے۔ دنیا کا یہ واحد خطہ ہے جہاں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد کم ہے' ۷۴ ملین عورتیں کم ہیں۔ "کم" کہنا تو ٹھیک نہیں ہوگا اصل میں تو انہیں قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس کے کئی طریقے ہیں' مثلاً بچی پیدا ہوتے ہی اس کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے' اگر زندہ رکھا بھی جائے تو کھانے کو نہیں دیا جاتا اور بیاہی جائے تو جلا دیا جاتا ہے۔ عورتوں کو ان کے حقوق نہیں ملتے جس کا ایک ثبوت ان کی غیر مساویانہ شرح ناخواندگی ہے۔

☆ کیا حکومت جان بوجھ کر ایسا کرتی ہے؟

○ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ باقاعدہ کوئی سازش ہے مگر حقائق بہرحال یہی ہیں۔ بھارت کے امیر شہری مردوں کے طبقے میں شرح خواندگی ۹۰ فیصد ہے' دیہات کی نچلی ذات کی غریب عورتوں میں یہ شرح صرف ۷ فیصد ہے۔ پاکستان میں ۱۹۸۵ء میں ہم نے تعلیم کے لئے ۲ بلین ڈالر کی خصوصی رقم رکھی تھی مگر یہ دفاع اور انتظامیہ پر خرچ ہو گئی۔ جن لوگوں کے پاس اقتدار ہے وہ نہیں چاہتے کہ تعلیم پر پیسہ خرچ ہو اور عوام بیدار ہو جائیں۔

☆ بھارت کو اندرا گاندھی اور پاکستان کو بینظیر بھٹو کی شکل میں جدید دور کی دو نہایت طاقتور خاتون رہنماؤں کی قیادت حاصل رہی ہے' کیا انہوں نے بھی عورتوں کو تعلیم دلانے کیلئے کوئی خاص کوشش نہیں؟

○ اسے المیہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ ان دونوں خواتین کے دورِ حکمرانی میں عورتوں کی حالت سدھارنے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ یہ شرف صرف بنگلہ دیش کی سرگرم خاتون رہنما خالدہ ضیاء کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں عورتوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور ۵ سالوں میں سکول جانے والی بچیوں کی تعداد دگنی ہو گئی۔ بے نظیر بھٹو یا اندرا گاندھی نے ایسی کوئی کارکردگی نہیں دکھائی۔

☆ آپ نے لکھا ہے کہ اساتذہ کو جو رتبہ دیا گیا ہے وہ بہت ہی پست ہے' کیا اس وجہ سے بھی تعلیم کا معیار پست ہے؟

○ استاد کی اوسط تنخواہ خانساماں' گھریلو ملازم اور ڈرائیور سے کم ہوتی ہے' ظاہر ہے اس کے بدلے میں تعلیم بھی ویسی ہی ملے گی۔

☆ کیا یہاں کی حکومتوں کو اس پستی کا احساس ہے؟

○ ان حکومتوں کی مثال بحری جہاز ٹائیٹنک (Titanic) سے مختلف نہیں جس پر سوار اونچے طبقے کے لوگوں نے خوب جشن منایا تھا لیکن وہ جہاز جلد ہی غرق ہو گیا۔ اسی طرح ہمارے رہنما اس تباہی سے چشم پوشی برت رہے ہیں' جو عنقریب آنے والی ہے۔

☆ تعلیمی معیار بہتر بنانے کیلئے ان ملکوں کو کیا کرنا ہوگا؟

○ سب سے پہلے انہیں چاہئے کہ اگلے ۵ برسوں میں سارے بچے پرائمری سکولوں میں جانے لگیں۔ اس پر پورے جنوبی ایشیاء میں صرف ایک بلین ڈالر سالانہ خرچ آئے گا۔ اس عرصے میں ۲ ملین اساتذہ اضافی طور پر تیار کرنے ہوں گے۔ اس مشکل کام کو سرانجام دینے کیلئے میرا مشورہ یہ ہے کہ تمام یونیورسٹی طلباء کیلئے کم از کم ایک سال سکولوں میں پڑھانا لازمی قرار دے دیا جائے۔ اس کام کیلئے فوج سے بھی مدد حاصل کی جا سکتی ہے' پاکستانی فوج مدد کرنا بھی چاہتی ہے۔

☆ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟

○ زمبابوے میں سفید فام حکومت کے خاتمے پر سیاہ فام لوگوں میں شرح خواندگی کم تھی۔ چنانچہ انہوں نے تین سال کے اندر تمام بچوں کو پرائمری سکولوں میں پہنچا دیا۔ کمبوڈیا میں بھی یہ کام خمیروج کی شکست کے بعد تین سال کے عرصے میں کر لیا گیا حالانکہ پورا ملک تباہ ہو چکا تھا مگر انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہر ایک کو بنیادی تعلیم دلانی ہے اور اسے کر دکھایا۔ جنوبی ایشیاء میں پرائمری تعلیم پر جہاں زیادہ لوگ مستفید ہو سکتے ہیں بہت کم' اور یونیورسٹی تعلیم پر جہاں گنے چنے لوگ پہنچتے ہیں' زیادہ رقم خرچ کی گئی۔ تبدیلی لائی جا سکتی ہے بشرطیکہ ارادہ ہو' جو کم از کم مجھے کہیں نظر نہیں آتا۔

(نیوزویک' ۲۰ اپریل)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی لاہور
ماہانہ شب بیداری پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی لاہور کے تحت ماہانہ شب بیداری پروگرام ۲۵ اپریل بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء قرآن اکیڈمی ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن میں امیر حلقہ پروفیسر فیاض حکیم صاحب کی زیر نگرانی منعقد ہوگا جس میں حافظ محمد اقبال' جناب ہشام مغربی' جناب رشید ارشد' جناب علاؤ الدین اور دیگر مقررین خطاب فرمائیں گے۔

"حمیت نام تھا جس کا....."

از قلم: نعیم اختر عدنان

امت مسلمہ کو دنیا کی امامت و رہنمائی کا منصب عطا کرنے سے قبل انہی فضیلتوں سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بھی نوازا تھا۔ حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما السلام جیسے عالی مرتبت انبیاء حکومت و بادشاہت سے بھی بہرہ یاب تھے۔ اس عہد نبوت میں بنی اسرائیل کو بے مثل فروغ حاصل ہوا اور وہ خدائے رحمان کی بے پایاں رحمتوں اور سعادتوں کے حامل قرار پائے۔ مگر قوم بنی اسرائیل کو یہ عروج و سربلندی اور فضیلت و عظمت کی خلعت فاخرہ زیادہ دیر تک راس نہ آئی اور انہوں نے اپنی روایتی کج فطرتی اور بدعہدی کے باعث اپنے اس عروج کو نہ صرف اپنے زوال کا سبب بنالیا بلکہ راہ ہدایت کو چھوڑ کر شیطان کی پیروی کو اپنا نصب العین بنالیا۔ اس گمراہی و سرکشی اور بغاوت و نافرمانی کی پاداش میں بنی اسرائیل فرعون کی غلامی و محکومی سے دوچار ہو گئے۔ طویل اور ذلت آمیز غلامی نے بنی اسرائیل سے اپنا شاندار ماضی بھی چھین لیا اور وہ اپنی فضیلت کو یکسر بھی بھول گئے۔ فرعون کے درپے دنیاوی عذابات نے اُن سے انسانی شرف و کرامت کا اعزاز بھی چھین لیا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت نے پھر سے بنی اسرائیل کے لئے فضیلت و سربلندی اور فلاح و کامرانی کے دروازے کھولنے کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو مبعوث فرمادیا۔ گویا بنی اسرائیل کے عروج ثانی کی راہ پھر سے ہموار کردی مگر ایک نابکار و ناہنجار اور شاطر قوم "سامری" نے قوم کی رہنمائی کا دعویٰ کرتے ہوئے انہیں ترقی و خوشحالی کی امیدیں دلا کر گمراہی و نافرمانی کی راہ پر ڈال دیا۔ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام جیسے فرستادگان الٰہی کی اتباع نہ کرنے والی اور سامری جیسے دھوکہ باز، فریبی اور گمراہ لیڈر کی راہ اپنانے والی قوم کیسے فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی تھی۔ نتیجتاً قوم بنی اسرائیل قریب قریب نصف صدی تک صحرائے تیہہ میں ذلت و خواری کے عالم میں بھٹکتی رہی۔

اُمت مسلمہ نے بھی اپنی پیشرو اُمت کی راہ اپنا رکھی ہے۔ چنانچہ عالم عرب ہو یا دنیائے عجم، ملت اسلامیہ ہر جگہ

ع "حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے"

کے مصداق ذلت و محکومی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کو عروج اور سربلندی عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے "پاکستان" جیسی عظیم، آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست قائم فرمادی مگر ہم نے بحیثیت قوم راہ ہدایت اختیار کرنے اور سنت مصطفویؐ اپنانے سے اعلانیہ گریز و انحراف کی راہ اپنائے رکھنے کا طرز عمل اپنالیا۔

فرعونی سیاست کے علمبرداروں نے قوم و ملت کو تباہی کے کنارے اور بربادی کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس نازک صورتحال میں حاملان دین و شریعت کو "ملت پاکستانیہ" کی راہنمائی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے اسے سوئے منزل گامزن کرنا چاہئے تھا لیکن اہل پاکستان کو ملنے والی مذہبی قیادت ؎ "خضر یوں کر بتائے کیا بتائے، اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے" کے مصداق خود فراموش ہو چکی

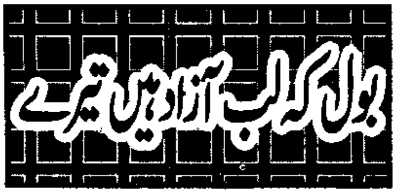

ہے۔ مذہبی جماعتیں، سیاست بازی کے شوق میں اس قدر آگے جا چکی ہیں کہ کچھ نہ ملنے کے "یقین کامل" کے باوجود بے مثال ڈھٹائی کے ساتھ یہ قوم کو جمہوریت کی نیلم پری کے ذریعے اسلام کی روشن و تاباں خلافت دلانے کی مدعی ہیں۔ جماعت اسلامی تو عرصہ ہوا میدان سیاست کے "سراب" میں اقامت دین کے مسافروں کو لئے پھر رہی ہے اب کئی بار توبہ کرنے اور مصطفوی و اسلامی انقلاب کا راگ الاپنے والی جماعت کے "عظیم قائد" نے پاکستانی سیاست کے سامری نواب زادہ نصر اللہ، مغربی سیاست کی "ساحرہ" بے نظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ مل کر "عوامی اتحاد" کا بچھڑا بنالیا ہے۔ میدان سیاست کے یہ نئے ویرانے 'مذہبی و غیر مذہبی' آزمودہ و ناتجربہ کار گرگ باراں دیدہ و ناآمیز 'مایوس اور پرجوش' بے بصر و بے بصیرت "سامری" پاکستانی قوم کو کس ضلالت و گمراہی سے دوچار کرتے ہیں، یہ تو آنے والا وقت اور حالات ہی بتائیں گے، مگر ایک لحظہ رک کر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں، اپنے ماضی و حال پر نظر ڈالیں اور اپنے مستقبل پر دیدہ و دل فرش راہ کریں تو ہمیں ایک آواز آتی ہے۔ یقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد.... "اے میری قوم رشد وہدایت کی راہ اپناؤ"۔ اور اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون "اے اہل قوم ان لوگوں کا کہا مانو اور ساتھ دو جو تم سے دنیاوی مال و متاع طلب نہیں کرتے، کوئی بدلہ نہیں چاہتے یہ اور راہ ہدایت پر گامزن ہیں"۔ پاکستان کی دینی جماعتوں اور دینی رہنماؤں میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ 'یکسوئی کے ساتھ' ڈنکے کی چوٹ پر، اِدھر سے اُدھر ہوئے بغیر صراط مستقیم کی سی آن بان شان کے ساتھ یہ آواز لگا رہے ہیں۔ اے دینی و سیاسی رہنماؤ! بنی اسرائیل کے "سامری" کا کردار ادا نہ کرو، قوم کو گمراہی کی دلدل میں مت پھنساؤ۔ اے قوم خبردار، ہوشیار بنی اسرائیل کے سامری قوم کی طرح ہمیں بھی پاکستان کے "سامری" سے بچنا ہے۔ جی ہاں اسی میں ہماری فلاح و کامرانی کا راز ہے اور کامیابی و سربلندی کی کلید بھی مضمر ہے۔

بقیہ: منبر و محراب

شریعت کے ساتھ استہزاء و تمسخر کا معاملہ نہ کیا جائے۔

دوسری جانب کشمیر کا مسئلہ پھر امریکہ کے لئے اہم بنتا جارہا ہے اور اس کے حل کے لئے اب اس کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ امریکہ کو اب اقوام متحدہ کی قراردادوں کی یاد بھی ستا رہی ہے۔ صدر کلنٹن کے خصوصی ایلچی بل رچرڈسن کا جنوب مشرقی ایشیاء کا حالیہ دورہ اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ امریکہ کے عزائم کی تکمیل کی راہ میں ابھی تک بھارت اصل رکاوٹ بنا ہوا تھا جبکہ پاکستان تو کب کا امریکہ کے آگے سرنگوں ہو چکا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر پر خود امریکہ کی نیت خراب ہے۔ علاقہ میں کشمیر پر مشتمل آزاد ریاست کی شکل میں ایک نئے اسرائیل کا قیام امریکی پالیسی کا اہم حصہ ہے۔ گلگت، وادی کشمیر، سکردو اور ہنزہ کے علاقوں کو Roof of The World (دنیا کی چھت) کی حیثیت حاصل ہے جس پر براہ راست کنٹرول حاصل کر کے امریکہ چین، روس، بھارت اور ایران سمیت پورے جنوب مشرقی ایشیا کو اپنی گرفت میں لانا چاہتا ہے۔ امریکی صدر بل کلنٹن اور اقوام متحدہ میں امریکہ کے نمائندہ بل رچرڈسن کی طرف سے پاکستان کے غوری میزائل کے تجربہ کی اخلاقی حمایت اور مسئلہ کشمیر کے حل پر زور دینا بڑی معنی خیز بات ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ کشمیر کے معاملے میں کوئی بڑی ڈیل ہونے والی ہے۔ ماضی میں ذوالفقار علی بھٹو نے اسلامی سربراہ کانفرنس کے ذریعے قوم کا جوش و خروش انتہا تک پہنچا کر اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنگلہ دیش منظور کروالیا تھا شاید اب "غوری" کے کامیاب تجربہ سے قوم کا جو مورال بلند ہوا ہے، اسے مسئلہ کشمیر کو امریکی خواہش کے مطابق حل کرنے کے لئے استعمال کر لیا جائے۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو!

افغانستان میں امن کی بحالی اسلامی نظام کی برکات کا عملی ظہور ہے

ملک کی تعمیر نو کیلئے طالبان کا عزم افغانستان کو از سر نو "زندہ" کر دے گا

دورۂ افغانستان سے واپسی پر تنظیم اسلامی کے وفد کے ایک رکن
جناب شاہد اسلم، ناظم حلقہ گوجرانوالہ کے تاثرات

تنظیم کا وفد اور امیر سفر

الحمدللہ امیر سفر میجر ریٹائرڈ فتح محمد صاحب نے اپنی ذمہ داری کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا۔ واقعتاً تنظیم اسلامی اور امیر محترم کی تربیت کی جھلک واضح اور بہتر انداز میں نظر آئی۔ وفد کے شرکاء نے بھی میجر صاحب کی اطاعت کا کماحقہ فریضہ سرانجام دیا۔ نظم وضبط بہت اچھا تھا تاہم میرے خیال میں اعلیٰ سطحی وفد میں پرانے ساتھیوں کی شمولیت ہی بہتر ہوتی ہے۔

افغانستان اور طالبان

مہمان نوازی : افغانستان کی حکومت نے مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ ایک ایسی تنظیم جس نے نہ عملاً جہاد میں حصہ لیا ہو، اس کے وفد کا پہلی دفعہ اُن کے ہاں جانا اور اُس کو اِس طرح پذیرائی دینا طالبان حکومت کے اخلاص کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ والی صوبہ سے لے کر قاضی القضاۃ اور وزراء تک نے وفد کا آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ میٹنگ کے دوران تحمل مزاجی سے سوالات کو سننا اور آخر پر پہلی منزل سے نیچے آکر الوداع کہنا ہمیشہ کے لئے انہوں نے میرے دل پر اپنی عظمت کو نقش کر دیا ہے۔

ملک افغانستان

نہایت خوبصورت ملک ہے۔ دریائے کابل طورخم سے تھوڑا آگے سے لے کر کابل شہر تک اپنی جوشیلی آواز سے سفر پورا نہیں ہونے دیتا۔ اس کے ساتھ دور تک پہاڑ افغانستان کے شہریوں کی عظمت اور بلندی کی علامت ہیں۔ کابل شہر اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ سڑک کے آگے اور پیچھے پہاڑ ہی نظر آتا ہے۔ طالبان سے پہلے ملک تباہ ہو چکا تھا جس کو دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام کے الفاظ کہ "اللہ اس بستی کو کیسے زندہ کرے گا" یاد آئے مگر طالبان حکومت کی ملکی تعمیر نو کے لئے عزم دیکھ کر حوصلہ ہوا کہ واقعی عوام اور ذمہ دران کا ایمان پوری دنیا کو زندہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لنگر ہار (جلال آباد) نعمان صوبہ نہایت سرسبز و شاداب ہے، حد نگاہ تک باغات انگور، زیتون، انار نظر آتے ہیں۔ حدود کے نفاذ سے ان شاء اللہ ان پر برکات نازل ہوں گی۔

عوام

افغانی عوام جفاکش محنتی اور بربادیوں کو آبادیوں میں زوال کو عروج میں، رات کو دن میں اور غریبی کو غناء میں بدلنے کا مکمل حوصلہ رکھتے ہیں۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک اور خواتین محنت کر کے خوش نظر آتے ہیں جبکہ بعض بچے اور خواتین مانگتی ہوئی بھی نظر آتی ہیں۔

ادارے

ملک کی مکمل تباہی کے بعد طالبان حکومت نے اداروں کو بحال کیا ہے۔ وزارت داخلہ، خارجہ، تعلیم، اوقاف، قضاۃ و دیگر شعبوں کو ڈیڑھ سال کے عرصہ میں منظم کر کے نہایت عمدگی اور نظم و ضبط کے ساتھ چلانا افغانیوں ہی کا کام ہے۔ مزید یہ کہ طالبان حکومت بالکل ہی متشدد حکومت نہیں بلکہ بیدار مغز لوگ ہیں اس لئے کہ وہ آئندہ عصری و دینی علوم کے حسین امتزاج کا نقشہ اپنے سامنے رکھے ہوئے ہیں گو بعض لوگوں سے مل کر ایسا تاثر ملتا ہے کہ جیسے وہ سکہ بند مولوی ہی ہیں۔

تنخواہیں

ملکی وسائل کی کمی اظہر من الشمس ہے اسی وجہ سے حکومت نہایت قلیل تنخواہیں دے رہی ہے۔ ایک وائس چانسلر کی ۱۵۰۰ روپے اور ڈاکٹر کی پاکستانی ۴۰۰ روپے تک تنخواہ ہے۔ بعض اس کا گلہ بھی کرتے ہوئے ملے لیکن اکثر اور خاص کر طالبان صابر و شاکر بلکہ اسلامی حکومت کے استحکام کے لئے دو وقت کی روٹی پر اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں۔

امن و امان

ڈیڑھ سال پہلے تک جہاں کوئی شخص، بلڈنگ، مسجد اور بازار محفوظ نہ تھا آج یہ حال ہے کہ عوام امن چین اور سلامتی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ واقعی عوام سکھ کی نیند سوتے ہیں اور طالبان راتوں کو جاگتے ہیں۔ افغانستان سے پاکستان میں داخل ہوتے ہوئے عجیب وحشت ہو رہی تھی ہاتھ فوراً جیب کی طرف گیا کہ کہیں پشاور بازار میں کٹ نہ گئی ہو، افغانستان میں اس قدر اعلیٰ امن، خلافت کا لازمی نتیجہ جو سورۂ "نور" میں بتایا گیا ہے اس کی عملی تصویر ہے۔

حدود و تعزیرات

الحمدللہ اس قدر قلیل مدت میں اسلامی حدود و تعزیراتی قوانین کی تنفیذ بہت بڑی بات ہے، اب تک مختلف خلاف اسلام حرکتوں پر لوگوں کو قرآن و سنت کے عین مطابق سزائیں دی جا چکی ہیں جن میں زنا، چوری اور قتل کی سزائیں شامل ہیں۔ ہمارے دورے کے دوران قتل عمد کے دو مجرموں کو ظہوری باغ سٹیڈیم میں ۱۵۰۰۰ ہزار لوگوں کے سامنے مقتولین کے ورثاء کے ہاتھوں قتل کروایا گیا۔ تب میرے منہ اور دل سے "اللہ اکبر" کی آواز نکلی کہ اللہ واقعی آج بڑا نظر آ رہا ہے یعنی زمین والوں نے بھی اُس کے قوانین کو تسلیم کر لیا تھا۔ یہ حدود و تعزیرات کی تنفیذ کا نتیجہ ہے کہ جرائم دم توڑ رہے ہیں اور لوگ واقعتاً امن کی زندگی گزار رہے ہیں۔ عمارتیں اور سڑکیں باغ اور باغیچے گو ٹوٹے ہوئے ہیں مگر پھر بھی افغانستان جنت ارضی بننے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

خارجہ پالیسی

طالبان حکومت کی خارجہ پالیسی بظاہر کافی کمزور ہے۔ سوائے پاکستانی سفارت خانے کے اور کوئی سفارت خانہ موجود نہیں سعودیہ بھی پشاور سے ہی کام چلا رہا ہے۔ لیکن افغان قیادت کا اللہ کی ذات پر اتنا بھروسہ ہے کہ وہ کسی ملک کو خاطر میں نہیں لاتے اور کہتے ہیں کہ "اگر اللہ نے ہمیں تسلیم کر لیا ہے تو دنیا ہمیں تسلیم کرے یا نہ کرے ہمیں کوئی پروا نہیں"۔ طالبان حکومت دوسرے ممالک کو اپنی شرائط پر تعلق استوار کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ طالبان حکومت دنیا کی واحد حکومت ہے جو کسی بھی ملک یا ادارے کی مقروض نہیں۔

داخلی و بارڈر کے حالات

داخلی طور پر امن ہے طالبان نہایت چوکس ہیں مگر احمد شاہ مسعود، حزب وحدت (شیعہ تنظیم)، حکمت یار، ربانی، دوستم جنہوں نے پہلے بھی آپس میں لڑائی کر کے افغانستان کو تباہ کیا تھا اب یہی کل کے دشمن سے مل کر آج شمالی اتحاد بنائے ہوئے ہیں اور طالبان حکومت کی توجہ اسلام اور عوام کی بہبود سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کرنے کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ اشرار کا یہ گروہ طالبان حکومت کے خلاف تقریباً نو محاذ کھولے ہوئے ہے۔ بعض جگہوں پر طالبان مجاہد محصور ہیں، برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کے درمیان یہ پرعزم مجاہد ڈٹے ہوئے ہیں

حکومت رات کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے انہیں خوراک پہنچاتی ہے۔ برف پگھلنے کے بعد ایک بڑی جنگ طالبان کی منتظر ہے' میں مسلسل دعا کر رہا ہوں کہ طالبان کو اللہ تعالیٰ مکمل فتح عطا فرمائے اس لئے کہ اگر فیصلہ کن کنٹرول طالبان کے ہاتھ میں نہ ہو گا تو مسلسل یہ اشرار اسلامی حکومت کے لئے درد سر بنیں رہیں گے۔ بہرحال ان ایمرجنسی حالات کے باوجود داخلی طور پر امن قائم کرنا اور اداروں کو بحال کرنا بہت بڑی بات ہے۔

خواتین

دنیا کا طالبان کے خلاف آج سب سے بڑا پراپیگنڈہ ہے کہ وہ خواتین کا استحصال کر رہے ہیں جبکہ یہ بالکل غلط ہے۔ طالبان خواتین کو ایک دائرے تک آزادی دینے کے حق میں ہیں ہاں مخلوط معاشرت کے خلاف ہیں۔ اُن کے نزدیک جب افغان نوجوان ہر شعبے خاص کر انجینئر' پائلٹ و بیرونی روابط اور جنگ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ آدمی اپنی بیوی اور بچوں کے لئے کمانے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو خواہ مخواہ عورت کو کیوں دربدر کے دھکے دلوائے جائیں اور شمع محفل بنایا جائے' افغانی غیرت اسے گوارہ نہیں کرتی۔ میں نے اپنے دورے کے دوران مسلسل نظر رکھی مگر کسی بھی افغان عورت کو بغیر پردے اور حجاب کے نہیں دیکھا۔ طالبان حکومت نے حجاب کا حکم دیا ہے' کھیت میں کام کرنے والی خاتون یا شہر میں رہنے والی' اپنے گھر کے اندر یا فلیٹ کی بالکونی میں کھڑی اور وزارتوں کے دروازے پر اپنے کام کے سلسلے میں آئے ہوئی ہو یہاں تک کہ بھیک مانگنے والی تمام خواتین بھی پردہ کرتی ہیں۔ اگر جبر ہوتب بھی ایسا عمل ممکن نہیں ہوتا۔ یہ دراصل افغانیوں کی غیرت کا اظہار ہے۔ چونکہ افغان حکومت اس وقت اضطراری کیفیت میں ہے اس لئے وہ خاطرخواہ خواتین کے دائرہ کار میں انہیں سہولتیں فراہم نہیں کر سکی۔ جہاں تک یونیورسٹی کی مخلوط تعلیم کا معاملہ ہے تو وہ اسلام کے مطابق اسے الگ کرنا چاہ رہے ہیں تاکہ ہر قسم کی برائی سے بچا جا سکے۔

جن شخصیات سے میں متاثر ہوا

(۱) ڈپٹی وزیر تعلیم' عبدالسلام حنیفی جو کہ نہایت ہی بیدار مغز فعال اور آداب کو جاننے والا معاملہ فہم نوجوان تھا جسے دیکھ کر محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد کی یاد تازہ ہو گئی۔

(۲) علماء طالبان' جس روز قصاص لیا جانا تھا چوٹی کے علماء جن کے ہاتھ میں حکومت ہے سٹیڈیم کی گراؤنڈ میں اپنی اپنی چادر بچھا کر بیٹھے تھے اور خود مقتول کے ورثاء کے پاس چل کر گئے تاکہ ان کو آمادہ کریں کہ وہ قاتل کو معاف کر دیں مگر اس کے آمادہ نہ ہونے پر حد کو جاری کر دیا گیا۔

(۳) امیرالمومنین مدظلہ' جن سے ملاقات کا شرف تو حاصل نہ ہو سکا مگر جس طرح طالبان' علماء' وزراء اور عوام میں ان کی عزت و احترام ہے اس سے میرے دل میں ان کی عظمت گھر کر گئی۔

(۴) حیات اللہ حیاتی' انٹر کانٹی نینٹل کا جنرل مینجر جس نے نہایت خوش اخلاقی سے ہمارا خیر مقدم کیا اور ایک مدرسے کا طالب علم ہونے کے باوجود جس اعلیٰ معیار پر وہ ہوٹل کو چلا رہا ہے' قابل ستائش ہے۔

تنظیم اسلامی طالبان کے لئے کیا کر سکتی ہے

۱) سب سے اہم یہ ہے کہ ان کی قیادت تک جس بڑے پیمانے پر ہم نے رابطہ کیا ہے اور اُن تک اپنی دعوت پہنچائی ہے اب اُن سے مسلسل رابطہ رہنا چاہئے' خاص کر میجر صاحب ۳ ماہ بعد ان سرکردہ لوگوں میں سے کسی ایک سے پرسنل ملاقات اور ہر ماہ کسی ایک سے خط کے ذریعے رابطہ کریں۔

۲) طالبان حکومت کے حق میں ندائے خلافت' میثاق اور اخباروں میں مضامین لکھے جائیں اور ان کے خلاف پراپیگنڈہ جو کہ وسیع پیمانے پر کیا جا رہا ہے اس کا اثر زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

۳) طالبان کی جس قدر ممکن ہو وقتاً فوقتاً مالی امداد کی جائے اس کے لئے عام چندہ کی اپیل کرنے کی بجائے صاحب ثروت پارٹیوں کو مل کر ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی جائے اور اسی طرح تنظیم کے رفقاء جو مالی حیثیت بہتر رکھتے ہیں۔

۴) ایک وفد تشکیل دیا جائے جو دیگر اسلامی ممالک کے سفارت خانوں میں جا کر طالبان حکومت کے حق میں اُن کی ذہن سازی کرے۔

۵) طالبان حکومت کے سرکردہ لوگوں کو اپنے ہاں دعوت دی جائے اُن کے لئے اجتماعات منعقد کئے جائیں۔ خصوصی فورم' بڑے ہوٹلوں میں ارینج کئے جائیں تاکہ صاحب ثروت لوگوں کو اُن کی مالی امداد پر متوجہ کیا جا سکے۔

۶) ہمیں بھی اپنے ساتھیوں کو ایسے انقلاب کے لئے تیار کرنے کی کوشش پہلے سے زیادہ کرنی چاہئے۔

۷) امیر محترم کی ملاقات امیرالمومنین ملا عمر مجاہد صاحب سے کروائی جائے۔

ضرورت رشتہ

قانون کی اعلیٰ ڈگری ایل ایل ایم (شریعہ) کی حامل' ...ٹ فیملی کی ایک دوشیزہ' عمر ۲۵ سال کے لئے دیندار خاندان سے موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : سیالکوٹ فون نمبر : 04341/610027

لاہور : 7460556   سرگودھا : 214704

پریس ریلیز

امریکہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے پاک بھارت کشیدگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے ○ ڈاکٹر عبدالخالق

۱۸ اپریل (لاہور)= تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے اقوام متحدہ میں امریکہ کے مستقل نمائندے بل رچرڈسن کے دورۂ پاکستان پر تبصرہ کرتے ہوئے ... کہا ہے کہ امریکہ مسئلہ کشمیر کے تنازعہ کے حوالے سے پاک بھارت کشیدگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ دونوں ممالک کے مابین ثالث بن کر مسئلہ کشمیر کو اس طرح طے کروا دے کہ دفاعی لحاظ سے اس انتہائی اہم علاقے میں نہ صرف خود امریکہ کو اپنا تسلط جمانے کا موقع مل جائے بلکہ وہ چین' روس' پاکستان' ایران اور بھارت پر بھی قریبی نگاہ رکھ سکے۔ انہوں نے کہا کہ درحقیقت امریکہ جنوب مشرقی ایشیا میں ایک نیا اسرائیل قائم کرنا چاہتا ہے جو علاقے میں امریکی مفادات کی حفاظت کر سکے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے قومی مفاد کا تقاضا ہے کہ ہم کشمیر کے مسئلہ پر بھارت سے براہ راست مذاکرات کریں اور افہام و تفہیم سے کام لیتے ہوئے اس مسئلہ کو حل کریں۔ ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ امریکہ اور یورپ نے ہمیشہ پاک بھارت کشیدگی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ علاقے میں امریکہ کی موجودگی پاکستان اور بھارت دونوں کے لئے انتہائی خطرناک ہو گی لہٰذا پاکستان اور بھارت کو چاہئے کہ وہ برصغیر کی تقسیم کے اصول کے تحت مسئلہ کشمیر کو حل کر کے امریکی سازش کو ناکام بنا دیں۔

تحریک نفاذ شریعت کے امیر مولانا صوفی محمد سے مولانا غلام اللہ حقانی کی خصوصی ملاقات

صوفی صاحب نے فرمایا "میں تنظیم اسلامی کے انقلابی طریق کار سے متفق ہوں' تحریک نفاذ شریعت اور تنظیم اسلامی جلد یکجا ہو کر غلبہ دین کا کام کریں گی"

۲/اپریل کو "اُچ" ضلع دیر میں تحریک نفاذ شریعت کا جلسہ منعقد ہوا' جس میں تحریک کے امیر مولانا صوفی محمد صاحب نے خطاب کیا۔ جب سے ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے انقلابی پروگرام سے صوفی صاحب کی شناسائی ہوئی ہے' وہ اکثر و بیشتر اپنی نجی محافل میں ڈاکٹر صاحب کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔ اگرچہ صوفی محمد صاحب کے اِردگرد زیادہ تر وہ لوگ جمع ہیں جو تنظیمی کام کو بہت کم جانتے ہیں' تاہم صوفی صاحب کو تنظیموں کی جان پرکھ کا کافی تجربہ ہے۔ جلسہ سے پہلے راقم نے صوفی صاحب سے خصوصی ملاقات میں انہیں ایک بار پھر تنظیم اسلامی کے انقلابی طریقہ کار سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں تنظیم اسلامی کے انقلابی پروگرام سے متفق ہوں اور جلد یا بدیر تحریک نفاذ شریعت اور تنظیم اسلامی یکجا ہو کر کام کریں گی۔ راقم نے مولانا صاحب کو افغانستان کے دورہ کی تفاصیل سے آگاہ کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ تحریک نفاذ شریعت کا ایک نمائندہ وفد افغانستان بھیجیں۔ صوفی صاحب نے اس پیش نہاد کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ بہت جلد ہمارا ایک نمائندہ وفد افغانستان جا کر حالات سے آگاہی حاصل کرے گا۔ صوفی صاحب سے ملاقات کے وقت تحریک نفاذ شریعت کے دیگر زعماء بھی موجود تھے۔

قبل ازیں تحریک نفاذ شریعت کے امیر مولانا صوفی محمد صاحب سے عید الفطر کے موقع پر بھی ملاقات ہوئی تھی' عید الاضحیٰ کے موقع پر ملاقات کرنے کا پروگرام پہلے سے طے شدہ تھا۔ تحریک نفاذ شریعت کے اہم سماجی کارکن جناب حاجی گل عظیم اور راقم موضع اوچ علاقہ میدان روانہ ہوئے۔ علاقہ میدان تحریک نفاذ شریعت کا ہیڈ کوارٹر ہے اور تحریک کے اہم ارکان کا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے۔ یہاں تحریک کا مرکزی رابطہ دفتر ہے جبکہ ایک دار العلوم بھی صوفی محمد صاحب کی زیر نگرانی قائم ہے۔

ہم بعد از دوپہر علاقہ میدان پہنچے۔ صوفی صاحب حسب توقع مرکزی دفتر میں موجود تھے۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور ہماری خیریت دریافت کی۔ حاجی گل عظیم صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے راقم کو موقع دیا کہ وہ اپنا فکر صوفی صاحب کے سامنے رکھیں۔ صوفی صاحب سے ملاقات کے موقع پر ندائے خلافت میں یہ بات تحریر کی گئی تھی کہ صوفی صاحب سے میری واقفیت تحریک کے بالکل ابتدائی دنوں سے ہے اس لئے بغیر کسی تمہید کے میں نے موقف بیان کرنا شروع کر دیا۔ ایک انقلابی جماعت کے لئے بیعت کی کیا اہمیت ہے؟ کے موضوع پر قرآن وحدیث کے حوالہ سے بات کی کیونکہ ایک انقلابی جماعت کے لئے مضبوط ترین بنیاد بیعت ہی ہے۔ راقم نے قرآن و حدیث اور بیعت کے تاریخی تسلسل کے حوالہ سے مفصل بات کی۔ بیعت عقبہ اولیٰ' بیعت عقبہ ثانیہ' بیعت رضوان اور وہ بیعت جو خلفاء راشدین لیا کرتے تھے' کا تذکرہ کیا۔ ان احیائی تحاریک کا حوالہ بھی دیا جو کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تشکیل دی گئیں تھیں اور وہ نظام بیعت پر ہی استوار تھیں۔ راقم نے آدھ گھنٹہ میں صوفی صاحب کے سامنے تنظیم اسلامی کا نقطہ نظر واضح کیا۔ جواباً صوفی صاحب نے کہا کہ یہ کام فی الحال مشکل ہے لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے میں بہت جلد اپنے ساتھیوں سے مشورہ کروں گا۔ راقم نے صوفی صاحب کو بتایا کہ تحریک کی ماضی میں ناکامی کی سب سے بڑی وجہ جماعت میں بیعت کا فقدان تھا۔ دوسری اہم بات جو راقم نے صوفی صاحب کے سامنے رکھی وہ تحریک نفاذ شریعت کی پالیسی سے متعلق تھی۔ راقم نے بتایا کہ جن چیزوں کی حیثیت شریعت میں فروعات کی ہے اُن پر تحریک زیادہ زور نہ دے کیونکہ اِس سے فائدہ کی نسبت نقصان زیادہ ہے' صوفی صاحب دیگر مذہبی جماعتوں کے لیڈروں سے بھی رابطہ قائم کر کے ان کو اپنا ہم خیال بنائیں۔ انہوں نے راقم کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے ایک دینی ضرورت کے لئے تحریک نفاذ شریعت کے ارکان سے مسلسل رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے آپ کی یہ تجاویز دل کی تختی پر لکھ لی ہیں اور ان شاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ ان کو عملی جامہ پہناؤں۔ عصر کی نماز صوفی صاحب کے ساتھ ادا کی اور یوں ہم نے صوفی صاحب سے رخصت لی۔

اس ملاقات کا سہرا حاجی گل عظیم کے سر ہے جنہوں نے دو بار از خود رابطہ کر کے ملاقات کا اہتمام کیا۔ حاجی صاحب بٹ خیلہ کے کاروباری حلقوں میں مشہور و معروف ہیں۔ حاجی صاحب نے تحریک نفاذ شریعت میں گراں قدر قربانیاں بھی دی ہیں۔ صوفی صاحب سے رخصت ہوتے وقت حاجی صاحب نے انہیں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ملاقات کی فرمائش کی تو صوفی صاحب نے کہا کہ میرے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی ملاقات کا وقت پہلے سے طے ہے لیکن سردی ہونے کے باعث میں انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ اِن شاء اللہ بہت جلد میں انہیں یہاں آنے کی دعوت دوں گا۔

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا ماہانہ اجلاس

۵ / اپریل ۹۸ء بروز اتوار' صبح ۷ بجے تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا ماہانہ اجلاس 866۔ این پونچھ روڈ سمن آباد میں منعقد ہوا۔ نئے دفتر میں یہ پہلا اجلاس تھا' جس کی صدارت امیر جناب غازی محمد وقاص نے کی۔ اجلاس کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ درس قرآن کی سعادت عباس علی چوہدری نے حاصل کی۔ سورۂ آل عمران کی آیات ۱۰۴-۱۰۱ کے حوالے سے رفقاء تنظیم اسلامی کو حیات تازہ کا سامان بہم پہنچانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ درس قرآن کے بعد غازی محمد وقاص صاحب نے ماہ مارچ ۹۸ء کی رپورٹ پیش کی۔ آخر میں امیر لاہور جنوبی نے رفقاء کو ماہ اپریل کے لئے اہداف دیئے جو درج ذیل ہیں :

۱) ہر ماہ ہر اُسرہ ندائے خلافت کا سالانہ یا شش ماہی خریدار بنائے گا۔ کوشش کی جائے گی کہ یہ ہفت روزہ کسی ہیئر ڈریسر' کلینک' لائبریری یا کسی ہسپتال کے (ویٹنگ روم کے لئے) پتہ پر لگوایا جائے۔

۲) ایک اِن ڈور (Indoor) دعوتی پروگرام یعنی ۲۰'۳۰ افراد کو خصوصی دعوت پر کسی رفیق کے گھر بلا کر تنظیم کی دعوت پیش کی جائے اور سوال وجواب کی نشست کے ساتھ چائے کا اہتمام بھی ہو۔

۳) ہر اُسرہ اپنے رفقاء کے مشورے اور تجاویز سے کوئی دعوتی کام سرانجام دے جو کسی بھی نوعیت کا ہو۔

۴) نئے احباب سے رابطہ ضرور کیا جائے۔

پروگرام کے اختتام پر شیخ محمد افضال صاحب نے ناشتہ سے رفقاء کی تواضع کی۔ مسنون دعا پر یہ اجلاس ختم ہوا۔ (رپورٹ : ابوالمتاب چوہدری)

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی سرگرمیاں

۵ / اپریل ۹۸ء کو حلقہ جنوبی پنجاب کے امیر جناب مختار حسین فاروقی صاحب نے جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں خطاب کیا۔ فاروقی صاحب نے تنظیم کے وفد کے دورۂ افغانستان کا تفصیلی ذکر کیا۔ (رپورٹ : شمیم انصاری)

رفقاء کوئٹہ کا ایک روزہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کوئٹہ کے رفقاء کے ایک روزہ تربیتی پروگرام میں چودہ رفقاء اور تین احباب نے شرکت کی۔ اس پروگرام کے منتظم جناب سلیمان قیوم صاحب تھے۔ سلیمان صاحب نے پروگرام کی تفصیلات بتائیں۔ اس کے بعد راقم نے نظام العمل کے حوالے سے ساتھیوں کو ہدایات دیں۔ بعد میں عبدالسلام بھائی نے ساتھیوں کا تعارف کرایا اور ہر ساتھی سے ۴ سوال کئے۔

۱) آپ نے بیعت کیوں کی؟
۲) تنظیم کی فکر کا کتنا علم ہے؟
۳) دعوت کے کام میں کیا مشکلات ہیں؟
۴) بیعت کئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟

اس پروگرام کے ذریعے ساتھیوں کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوئیں اور ایک دوسرے کی فکری زندگی اور مشکلات کا اندازہ بھی ہوا۔ عمر دراز نے مختلف موضوعات پر خطاب کیا۔ پہلے دن کے پروگراموں میں آخری پروگرام سونے کے آداب کا تھا' جسے شوکت بھائی نے بیان کیا۔ اگلے روز بعد نماز فجر خواجہ ندیم نے درس دیا۔ آپ نے "صغیرہ گناہوں سے کیسے بچا جائے" پر احادیث بیان کیں۔ رفقاء سے ناظرہ اور تجوید کا ٹیسٹ قاری شاہد اسلام بٹ صاحب نے لیا۔ درس قرآن جناب عبدالسلام بھائی نے دیا۔ سورۂ لقمان کا رکوع زیر درس رہا۔ شاہد اسلام بٹ نے باطنی بیماریوں کے حوالے سے بزرگوں کے حالات بیان کئے۔ ایک روزہ تربیتی پروگرام کا ایک اہم ترین حصہ رفقاء کی تقاریر پر مبنی تھا۔ موضوع دینی فرائض کا جامع تصور اور دعوت الی اللہ تھا۔ جناب محمد اسحاق' جناب محمد طارق' جناب عامر شبیر اور راقم نے تقاریر کیں۔

نماز عصر سے قبل سلمان قیوم نے رفقاء کے لئے اجتماعی مذاکرہ کروایا۔ بعد نماز عصر امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ کے امیر محبوب سبحانی نے "تنظیم اسلامی کی دعوت" کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن غیر مسلم اللہ سے کہیں گے کہ تیرے ان بندوں نے یہ نظام قائم نہیں کیا تھا' کہتے تو تھے مگر اسے نافذ نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمارا سسٹم مکمل تباہ ہو چکا ہے ہم جب تک نظام برپا نہیں کریں گے ہماری ذمہ داری پوری نہیں ہو گی۔ پہلے لوگوں کو قرآن مجید کے ساتھ جوڑنا ہوگا۔ انہیں قرآن کی تعلیم و تربیت دینا ہو گی اور آخر کار پرامن تحریک برپا کرنا ہو گی۔ اللہ کی مدد تب آئے گی جب ہم لوگوں کو قرآن کے ساتھ جوڑ دیں گے۔ رشید صاحب نے دعا کرائی اور یوں یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : ملک تنویر اعجاز)

دینہ 'ضلع جہلم میں دعوتی پروگرام

رفقائے جہلم کا' دینہ شہر میں دعوتی پروگرام ۵ / اپریل بروز اتوار منعقد ہوا۔ نماز ظہر کے بعد منگلا چوک جی ٹی روڈ پر رفقاء نے احباب کو ضروری لٹریچر کے سیٹ دیئے۔ نماز عصر سے قبل پروگرام کا دعوت نامہ تقسیم کیا گیا جس میں لوگوں کو بعد نماز عصر خطاب سننے کی دعوت دی گئی۔ بعد نماز عصر راقم نے "پاکستان کے مسائل اور ان کا حل" اسلام کے تناظر میں پیش کیا۔ خطاب کے بعد سوالوں کے جوابات بھی دیئے گئے۔ (رپورٹ : محمد حسین)

امیر حلقہ پنجاب شرقی کا دورۂ ہیڈ کرباٹھ

اسرہ ہیڈ کرباٹھ' تنظیم اسلامی پنجاب شرقی کا منفرد اسرہ ہے۔ امیر حلقہ پنجاب شرقی جناب پروفیسر فیاض حکیم نے ۱۲ / اپریل بروز اتوار کو ہیڈ کرباٹھ کا تنظیمی دورہ کیا' جناب اشرف وصی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ نقیب اسرہ عبیداللہ اعوان کے علاوہ ڈاکٹر ظفر اقبال اور عبداللہ ثانی نے ان کا استقبال کیا۔ امیر حلقہ کی آمد کی اطلاع پاتے ہی تمام رفقاء جناب عبداللہ ثانی کے گھر جمع ہو گئے۔ اس دورہ کا مقصد رفقاء سے ذاتی ملاقات کرنا اور رفقاء میں موجود تساہل کی وجوہات معلوم کرکے ان کے ازالے کی کوشش کرنا تھا۔ امیر حلقہ نے رفقاء سے مقامی سطح پر تنظیم اسلامی کے دفتر کے قیام کے بارے میں دریافت کیا اور متفرق تنظیمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

متفرق امور پر گفتگو کرنے کے بعد مہمان گرامی اور تمام رفقاء نقیب اسرہ عبیداللہ اعوان صاحب کے گھر تشریف لے گئے' جہاں ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد قریباً ایک بجے مہمان گرامی تو واپس چلے گئے البتہ دوسرے تمام رفقاء وہیں موجود رہے اور انہوں نے علاقے میں دعوتی کام کو وسعت دینے کے بارے میں باہم مشورہ کیا۔ تمام رفقاء نے نئے عزم و حوصلے سے کام کرنے کا عہد بھی کیا۔ (رپورٹ : انور کمال)

رفقاء ڈسکہ میں ایک گراں قدر اضافہ

تنظیم اسلامی ڈسکہ کے رفقاء کو پانچ سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل سے نوازا ہے۔ اس کا ظہور پروفیسر محمد بشیر وڑائچ کی تنظیم میں شمولیت کی صورت میں ہوا ہے۔ محترم پروفیسر صاحب نے ساری زندگی عوامی خدمت اور تعلیمی میدان میں صرف کی ہے۔ آپ کی دو اہم ترین خدمات میں ٹی بی ہسپتال اور ڈگری کالج ڈسکہ کا قیام نمایاں ہے۔ ضلع سیالکوٹ کی اس مشہور و معروف اور متقی شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے "دین کی اقامت کی سعی" کے لئے چن لیا ہے' بلاشبہ یہ ان کی بااصول زندگی کا ثمرہ ہے۔ سرگودھا میں رمضان المبارک کے دوران رحمت اللہ بٹر صاحب کے فکر انگیز دورۂ ترجمہ میں شرکت کے بعد موصوف نے یہ عہد کیا کہ جہاں تک ممکن ہو گا میں اسی قرآنی فکر کو عام کروں گا۔ چنانچہ سب سے پہلے ...سر صاحب نے تحصیل ڈسکہ کے ہائی سکولوں کو اپنا ٹارگٹ بنایا۔ چونکہ تنظیم کی مرکزی ...ں کی طرف سے بھی یہ بات آچکی تھی کہ اس سال "اساتذہ" پر خصوصی دعوتی کام کیا جائے۔ بروز سوموار ۱۳ /اپریل کو منڈیکی ہائی سکول میں دعوتی پروگرام کے لئے ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن جناب شاہد اسلام اور نقیب اُسرہ ڈسکہ کے ہمراہ محترم پروفیسر صاحب نے سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب سمیت ۱۷/ اساتذہ کرام کے سامنے قرآن کا پیغام ان الفاظ میں رکھا کہ "چونکہ آپ حضرات میں سے اکثر میرے شاگرد ہیں لہٰذا میں رسمی تعارف کی ضرورت نہیں سمجھتا اگرچہ میں نے اپنی تمام عمر صاف ستھری اور بااصول زندگی بسر کرنے کے باوجود' ضائع کر دی ہے۔ وہ علم' جو حقیقی علم ہے یعنی "وحی" کا علم' قرآن کا علم اس کو میں نے حاصل نہیں کیا۔ سرگودھا میں میرے داماد نے مجھے ایک ویڈیو کیسٹ دی جو ڈاکٹر اسرار احمد کے درس پر مشتمل تھی۔ ڈاکٹر اسرار احمد کوئی معروف معنوں میں مولوی نہیں ہیں بلکہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ "حقیقت شرک" نامی کیسٹ سننے کے بعد میں نے یہ جانا کہ ہماری عظیم اکثریت شرک کا ارتکاب کر رہی ہے۔ ہمارے ہاں شرک کا نہایت محدود تصور موجود ہے۔ پھر حقیقت ایمان کی کیسٹ دیکھی تو معلوم ہوا کہ ایمان حقیقی تو ہمارے قریب سے بھی نہیں گزرا۔ اور پھر نفاق کے موضوع پر خطاب سننے کے بعد معلوم ہوا کہ ہم تو عملی منافق ہیں' اگرچہ ہم روزے رکھتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں۔ آپ کے ان فکر انگیز خیالات نے سکول سٹاف پر رقت کی کیفیت طاری کر دی۔ مقرر موصوف نے اُن کو دورۂ ترجمہ قرآن کی کیسٹیں سننے کی بھرپور دعوت دی اور انہیں ہدایت کی کہ صبح اسمبلی میں بھی طلبہ کو ایک دو رکوع ٹیپ پر سنائے جائیں۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے ۳۰/ کیسٹ ہیڈ ماسٹر صاحب کو ہدیتاً پیش کئے گئے۔ بعد ازاں ہیڈ ماسٹر صاحب نے مختصراً لیکن جامع انداز میں پروفیسر محمد بشیر صاحب کے خیالات کی تائید کی۔ (رپورٹ : محمد اقبال)

کراچی شرقی نمبر ۳ کا
ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام ۲۱' ۲۲ مارچ کو منعقد ہوا' ۲۴ رفقاء پروگرام میں شریک ہوئے۔ اس کا آغاز قرآن مرکز سے متصل جامع مسجد طیبہ میں بعد نماز عشاء درس قرآن سے ہوا۔ اس مسجد میں زمان ٹاؤن کورنگی اُسرہ کے رفقاء ہر روز بعد نماز عشاء ادارہ اصلاح و تبلیغ لاہور کے مرتب کردہ "درس قرآن" سے ایک آیت کے درس کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس رات سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۷ کا درس تھا' جس میں سود کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ نوید احمد صاحب نے سود کی مذمت پر سیر حاصل گفتگو کی اور اس سلسلہ میں تنظیم اسلامی کی کوششوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔ درس کے بعد رفقاء کو دعائے استخارہ یاد کرائی گئی۔ فجر کی نماز کے بعد رفقاء کو امیر محترم کا سورۂ مجادلہ کے درس کے موضوع پر ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا جس میں جماعتی زندگی میں اختلاف رائے کے اظہار کے آداب بڑی عمدگی سے بیان کئے گئے ہیں۔ بعد ازاں رفقاء کو تین جماعتوں میں تقسیم کر دیا گیا تاکہ وہ مختلف علاقوں میں دعوت کا کام کر سکیں۔ نماز عشاء پر یہ ایک روزہ پروگرام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ (رپورٹ : نوید احمد)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۱۵
سالانہ زرتعاون -/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۴۲

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

افغانستان میں غیر ملکی خواتین کے داخلے پر پابندی

افغانستان کی طالبان انتظامیہ نے اقوام متحدہ کی مسلم خاتون کارکنوں کے محرم کے بغیر غیر مردوں کے ساتھ افغانستان میں داخلے پر پابندی لگا دی ہے۔ اقوام متحدہ کے ذرائع کے مطابق طالبان نے ان نئی شرائط سے افغانستان میں متعین نمائندوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ طالبان انتظامیہ نے اقوام متحدہ کے حکام کو سختی سے ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے قیام کے دوران اپنے محرم مرد رشتہ دار کو ضرور ساتھ رکھیں کیونکہ اسلام میں کسی مسلم خاتون کو غیر محرم مرد کے ساتھ رہنے اور سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ ذرائع کے مطابق اقوام متحدہ کے اعلیٰ عہدیداروں نے طالبان کی اس سخت شرط پر تنقید کرتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس سے افغانستان میں اقوام متحدہ کی جانب سے جاری کارروائیوں میں رکاوٹیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔

بھارتی مسلمان مظالم کا شکار، انسانی حقوق تنظیم کی رپورٹ

امریکی اقلیتوں کی بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیم نے بھارت میں اقلیتوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ تنظیم کے نمائندے نے اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کمیشن کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کی سب سے بڑی مسلمان اقلیت پورے ملک میں ناروا سلوک کے باعث غربت، ناخواندگی اور پسماندگی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ نمائندے نے کہا کہ یہ غیر مساویانہ سلوک جان بوجھ کر اور ایک مقصد کے تحت روا رکھا جاتا ہے۔ بھارت میں آج تک ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا اور بھارت میں مسلم کش فسادات معمول بن چکے ہیں۔ واضح رہے کہ حال ہی میں بھارتی ریاستوں آندھرا پردیش، اور راجستھان میں مسلم کش فسادات سے کئی مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے مذہبی شعائر کو ہندو انتہاپسند مسلسل تنقید اور بے حرمتی کا نشانہ بناتے ہیں۔ بھارت میں متعدد مساجد کو منہدم کیا جا رہا ہے اور ان کی جگہ مندر تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ بی جے پی کی پشت پناہی میں کام کرنے والے فاشسٹ وی ایچ پی کا کہنا ہے کہ بھارت میں رہنے والوں کو ہندو بن کر رہنا چاہئے کیونکہ بھارت ایک ہندو ریاست ہے۔

اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے نہیں کریں گے، طالبان

طالبان حکومت نے بین الاقوامی شہرت یافتہ شیخ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ طالبان حکومت کے صدر ملا محمد ربانی نے اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ طالبان حکومت نے افغان جہاد میں نمایاں کارناموں کا مظاہرہ کرنے والے عربی شخصیت اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ افغان صدر ملا محمد ربانی نے واضح کیا ہے کہ اسامہ بن لادن طالبان کا مہمان ہے اور ہم زندگی کی آخری سانس تک اپنے معزز مہمان کو کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔

امریکی خواتین کی اسلام میں دلچسپی

امریکی سوسائٹی کی دگرگوں اخلاقی اور سماجی حالت کی بنا پر بہت سی امریکی خواتین دین اسلام میں عورت کے مقام اور عزت و احترام کو بہت حیرت سے دیکھتی ہیں اور اسلام کے اس پہلو سے بہت متاثر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی عورتیں اسلام کی طرف راغب ہو رہی ہیں کیونکہ وہ قبول اسلام کو معاشرے میں اپنی تمام سماجی مشکلات کا حل سمجھتی ہیں۔ امریکی نو مسلم خاتون "امینہ السلمی" ہیں جن کا تعلق "کولوراڈو" امریکی ریاست سے ہے۔ محترمہ اس وقت امریکہ میں "عالمی اتحاد برائے مسلم خواتین" کی سربراہ ہیں۔ دعوت و تبلیغ کا کام تسلسل سے کر رہی ہیں۔ ستمبر ۱۹۹۶ء میں ایک لیکچر میں مسلم مبلغ و داعی (سابق امریکی اداکار) فیصل نابریز اور محترمہ امینہ السلمی نے شرکت کی۔ اس لیکچر کا موضوع تھا "اسلام میں تعدد ازدواج کا تصور" محترمہ امینہ نے اس موقعہ پر کہا کہ "اسلام میں تعدد ازدواج کے نظام کا فائدہ صرف مرد کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کا اصل فائدہ عورت کو ہے۔ عام حالات میں ایک مرد کے لئے ایک عورت کافی ہوتی ہے لیکن اگر عورت شادی کے بغیر رہے تو اس کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ اس طرح بیوہ ہونے کی صورت میں عورت کے لئے تنہا اپنے بچے کی پرورش اور دیکھ بھال کرنا ممکن نہیں ہوتا بلکہ وہ زندگی بسر کرنے کے لئے دوسروں کی دست نگر ہوتی ہے لہٰذا اسلام نے عورت کو اس صورت میں شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ گویا ایک مرد کے لئے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کا اصل فائدہ عورتوں کو ہے۔ امریکی عورتوں میں قبول اسلام کے قوی رجحانات کے پیش نظر امریکی ذرائع ابلاغ نے اسلام اور مسلم روایات کے خلاف ایک منظم مہم چلا رکھی ہے۔

مشرقی بوسنیا میں مسلمانوں کی اجتماعی قبر دریافت

اقوام متحدہ کے ذرائع نے بتایا ہے کہ مشرقی بوسنیا میں مسلمانوں کے سابق علاقے کی کھدائی کے دوران سینکڑوں مسلمانوں کی لاشوں کی ہڈیاں، کپڑے اور سینکڑوں چلی ہوئی گولیاں برآمد ہو گئی ہیں۔ اگلے چند مہینوں کے دوران اس طرح کی بے شمار قبریں کھودی جائیں گی جہاں بڑی تعداد میں مسلمانوں کو وحشیانہ طریقے سے ہلاک کر کے دفن کر دیا گیا ہے۔ ذرائع کے مطابق ان قبروں سے نہایت اہم شہادتیں ملنے کا امکان ہے جن سے جنگی جرائم کے ملزموں کو مقدمات میں ملوث کیا جا سکے گا۔ یاد رہے کہ ۱۹۹۵ء میں بوسنیائی سربوں نے یلغار کر کے لاکھوں سربیائی مسلمانوں کو شہید کر کے اجتماعی قبروں میں دبا دیا تھا۔

ترکی میں خواتین کے اسلامی لباس پر پابندی

حکومت ترکی نے خواتین اور طالبات پر اسلامی لباس پہننے بالخصوص سر پر دوپٹہ اوڑھنے یا سکارف باندھنے کو ممنوع قرار دے دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ جو کوئی خاتون اسلامی لباس پہنے گی یا دوپٹہ اوڑھے گی اس کو سخت سزا دی جائے گی۔